رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

چو گوئم با تو گر آئی بہ دارِ قادیان بینی	روا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ
عوام سے ۵/
معاونین سے ۱۰/
ہندوستان سے باہر رہنے والوں سے ۳/
استطاعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲/ ۲

نمبر ۳۲ قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۷ء مطابق یکم شعبان ۱۳۲۵ھ جلد

ایک اہم قومی ضرورت

آج پہلی مرتبہ نہیں بلکہ کئی سال سے میں یہ تحریک کر رہا ہوں کہ احمدی قوم باضابطہ جیسے روحانی طور پر ایک سلک میں منسلک ہے اسیطرح جسمانی طور پر اس کا شیرازہ قائم ہو۔ اس ضرورت کو میں نے نہیں خود حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ السلام نے اسی دن محسوس کیا تھا جب آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اذن اور اعلام سے سلسلہ بیعت کا اعلان کیا تھا۔ کیونکہ وہ فوائد اور منافع جو اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قیام سے وابستہ کئے ہیں اس کے لئے اس انتظام کا ہونا ضروری تھا۔ بہرحال بارہا تحریکیں ہوئیں اور ان کا کم و بیش اثر بھی ہوا۔ آخر صدر انجمن احمدیہ کی صورت میں یہ درخت حضرت اقدسؑ کے حکم سے لگایا گیا۔

صدر انجمن احمدیہ بالطبع چاہتی ہے کہ اس کے ماتحت دوسری انجمنیں اس سے وابستہ ہوں اسکے لئے جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے باقاعدہ تحریک کی ہے اور متعدد مرتبہ کی ہے قومی ضرورتوں کے پورا کرنے اور ان اغراض و مقاصد کی تکمیل کیلئے جو خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قیام سے وابستہ رکھی ہیں ضروری ہے کہ مختلف مقامات پر احمدی انجمنیں قائم ہوں اور افراد سلسلہ کا ایک باضابطہ رجسٹر ہو صدر انجمن احمدیہ نے احمدی انجمنوں کے لئے ضروری قواعد طیار کر کے چھاپے ہیں اور مختلف مقامات پر ان قواعد کی کاپیاں بھیجی گئی ہیں جن احباب کو انکی اور ضرورت ہو وہ دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ سے درخواست کر کے منگوالیں اور بہت جلد ان قواعد کے ماتحت انجمن قائم کر کے اطلاع دیں۔ جب باضابطہ انجمنیں قائم ہو جائینگی تو قومی کاموں میں جو دقتیں اور مشکلات آ کر دن پیدا ہوتی ہیں انشاء اللہ وہ پیدا نہ ہونگی۔ کیونکہ مجموعی طور پر قوم ان مشکلات سے آگاہ ہوگی اور ان ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے تجاویز سوچنے اور ان پر عمل درآمد کرنے کا اسے موقع ملیگا۔ میرے نزدیک یہ مضمون نیا نہیں پرانا ہے اور گو تکرار ناپسند ہو مگر اس تکرار میں ایک لطف ہے

خبر حدیث یار کہ تکرار میکنم

وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان خاموش ہیں

زکوٰۃ فنڈ کئی سو کا مقروض ہے اس لحاظ سے وابستگان زکوٰۃ فنڈ کی جو حالت ہو سکتی ہے وہ قابل غور ہے اس مہینے میں علی العموم زکوٰۃ دیجاتی ہے اسکے لئے سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ توجہ دلا چکے ہیں میں اس وقت وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں۔ قاضی سید غلام حسین صاحب اور ڈاکٹر اشفاق علی صاحب نے اپنے ہم پیشہ معاصرین کو ان احمدی طلبا کی امداد کے لئے متوجہ کیا تھا جو وٹرنری کالج میں تعلیم پا رہے ہیں اور یہ بتایا تھا کہ محض ان طلبا کو مدد دینے کی وجہ سے ہی زکوٰۃ فنڈ مقروض ہو گیا ہے اس پر صرف ڈاکٹر غلام غوث صاحب اور ڈاکٹر احمد علی صاحب نے توجہ فرمائی ہے اور اول الذکر نے پانچ روپیہ اور آخر الذکر نے چار روپیہ چندہ بھیجا ہے اگر سب وٹرنری ڈاکٹر توجہ کر کے اس فنڈ کی اعانت فرماویں تو کم از کم زکوٰۃ فنڈ کے سر سے تو بوجھ اتر جاوے۔ امید ہے یہ تحریک خالی نہ جاوے گی خدا کرے کہ ہمارے بھائیوں کو توجہ ہو۔

صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جناب سرور کائینات صلعم نے اپنے آپ کو برادر یوسف علیہ السلام خیال کرنے کی وجہ سے ہی لا تثریب علیکم الیوم فرمایا تھا۔ ہمارے خیال میں ڈاکٹر نور حسین صاحب کے غور کرنے کیلئے صرف اسی قدر ہی کافی سے زیادہ ہے بشرطیکہ گولڈویٹ پائیزن (زہر) نے اپنا پورا گھر نہ کر لیا ہو۔ رہا بروز دعوے کا ختم نبوت کے منافی ہونا تو اُس کے لئے یہ لازم ہے کہ ڈاکٹر صاحب پہلے ختم نبوت کے معنے بیان کریں کہ اللہ تعالیٰ کسی سے کلام تا قیامت نہیں کریگا یعنے اُس کی کلام کرنے کی صفت ہی اُس کی ذات سے زائل ہو جاویگی؟ اگر یہی بات ہے تو ۔ ۔ ۔ خوب مانی تم نے توحید اله۔ وہ خدا جو اپنی ذات وصفات میں یکتا اور لم یزل لایزال ہے اپنی ذات وصفات میں وہ آں حضرت صلعم کے بعد نعوذ باللہ ایسا عاجز و کمزور ہو گیا کہ صفت کلام کرنے کی ہی اُس کی ذات سے زائل ہو گئی؟ اگر ایسا ہی ہے تو معلوم ہوا کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی تعلیم محض بے سود اور ایسی دعا کرنا بے وقوفی پر دال ہے کیونکہ سب سے بڑی نعمت خدا سے ہمکلام ہونا ہے۔ علاوہ ازیں اگر میرزا صاحب کا دعوے مسیحیت ومہدویت ختم کا منافی ہے تو حضرت عیسٰی کا دوبارہ آنا اور چالیس برس رہکر کارزار کرانا کیوں ختم نبوت کے منافی نہیں؟ بینوا توجروا۔

قولہ۔ خرق عادات ومعجزات جس قدر انبیاء علیہم السلام سے ظاہر ہوئیں اُن کا عشر عشیر بھی جناب میرزا صاحب سے نہیں ظاہر ہوا افلاس طاعون ہیضہ۔ زلزلے اموات کا زور یہ سب عذاب الٰہی میرزا صاحب کے دعوے کے باعث ہیں۔ اگر میرزا صاحب نبوت کا دعوے آج چھوڑ دیں تو یہ قہر ربانی بھی مخلوق خدا سے اُٹھ جاوے ؎

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

اقول۔ تمام انبیاء کے منکر اور خود آں حضرت صلعم کے منکر بھی یہی کہتے رہے کہ خرق عادت ومعجزات جس قدر انبیاء سے ظاہر ہوے وہ اس نبی سے ظاہر نہیں ہوئے قرآن گواہ ہے خارجی دلائل کی ضرورت نہیں غور سے دیکھیں اور غور کریں۔ لیکن مجکو پھر "درج قرآنی فیصلہ" کا عنوان دیکھکر تعجب پر تعجب آتا ہے کہ یہ کس قسم کا فیصلہ قرآنی ہے جسکو قرآن دھکے دیتا ہے؟ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ آئی ہے کہ چونکہ ڈاکٹر نور حسین صاحب ایسے علماء کو جن کو کہ وہ خود تفرقہ ڈالنے والے ۔ دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے۔ بدعات سیئہ جاری کرنے والے تسلیم کرتے ہیں اُن کی حمایت کرتے ہیں اور انہیں سے بعض کو مجدد دوران وقطب زمان بناکر چھوٹا مُنہ بڑی بات والی مثال کو پورا کرتے ہیں اس لئے قرآن نے اُن کو دھکے دیئے اور فیصلہ قرآنی کا تحریر کرانے کے بجائے اُن سے ایسی تحریر شائع ہوئی کہ جسکو مکاید شیطانی کہنا کسی طرح بھی بیجا نہ ہوگا۔ شاباش! شاباش!! ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ مگر کیسے مرداں! ایسے ہی! جو کہ انبیاء علیہم السلام کی نسبت یہ یہ الفاظ بیان کرتے رہے کہ ویقولون لولا انزل علیہ آیات من ربہ سورۃ یونس اور کہتے ہیں کہ اسپر اس کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں اونترا وقالو لولا انزل علیہ آیات من ربہ سورۃ عنکبوت ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ آیات من ربہ سورۃ رعد اور منکرین کہتے ہیں کہ اسپر اسکے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں اونترا۔ بل قالوا اضغاث احلام بل افتراہ بل ھو شاعر فلیاتنا بآیۃ کما ارسل الاولون سورۃ الانبیاء بلکہ کہنے لگے کہ یہ تو پریشان خیالات کا مجموعہ ہے (کلام الٰہی نہیں ہے) بلکہ اس نے جھوٹی جھوٹی باتیں اپنے دل سے بنالیں ہیں بلکہ یہ شاعر ہے (اور اگر یہ واقعی میں پیغمبر ہے) تو جس طرح اگلے پیغمبر (معجزوں کے ساتھ) بھیجے گئے اسی طرح یہ بھی کوئی معجزہ ہمارے سامنے لے آئے۔

پس جبکہ منکر معاندین کے پاس معجزات وخرق عادت نشانات دیکھنے کی یہ وجہ کور باطنی کی ہمیشہ مذکورہ بالا گفتار ہے تو اس زمانے کے علماء جو ڈاکٹر نور حسین صاحب کے نزدیک بدعات سیئہ کے جاری کرنے والے اور قرآن شریف کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے۔ نئے فرقے بنانے والے ہیں جن کے ڈاکٹر صاحب خود بھی باوجود اس اقرار کے مدح سرائی کرتے ہیں اور بعض کو اُن میں سے قطب زمان مجدد دوران اور مسیح الزمان بنانے کا بھی شوق رکھتے ہیں جسکے دعوے کی کبھی اُنکو جرأت نہ ہو سکے جسکے لئے پیران نمے پرند و مریدان مے پرانند کی مثل صادق آتی ہے) اور اُن کی تائید کرنے والوں کو کیونکر خرق عادت ومعجزات نظر آویں حالانکہ تریاق القلوب اور حقیقت الوحی وغیرہ اُن کے ذکر سے بھری پڑی ہیں۔ رہا افلاس طاعون ہیضہ۔ زلزلے اموات وغیرہ کا میرزا صاحب قبلہ کے دعوے کے سبب ہونا اور کہ اگر میرزا صاحب یہ دعوے چھوڑ دیں تو یہ دور ہو سکتے ہیں تو اسپر عرض ہے کہ اس کی شق اول تو بالکل درست ہے یعنے یہ کہ میرزا صاحب کے دعوے کرنے اور اُن کے دلائل قرانیہ وحدیثیہ وعقلیہ ونقلیہ کے پیش کرنے اور اتمام حجت کرنے کے بعد بموجب سنت اللہ کے یہ عذاب آئے ہیں جیسا کہ ذیل کی آیات اس مدعا کو ثابت کرتی ہیں کہ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا سورۃ بنی اسرائیل یعنے جب تک ہم رسول نہ مبعوث کرلیں عذاب نہیں دیا کرتے۔ وما کان ربک مھلک القریٰ حتی یبعث فی امھا رسولا یتلو علیہم آیاتنا ج وما کنا مھلکی القریٰ الا واھلھا ظالمون سورۃ القصص۔ اور جب تک تمہارا پروردگار کسی قصبہ میں پیغمبر نہ بھیج لے اور وہ اُن کو ہماری آیتیں پڑھکر نہ سناوے اُس کی (شان انصاف) سے بعید ہے کہ (بے اتمام حجت) بستیوں کو ہلاک کر دیا کرے اور ہم بستیوں کو تب ہی ہلاک کرتے ہیں **جبکہ وہاں کے لوگ نافرمانی اختیار** کر لیتے ہیں۔ اب جبکہ قرآن ان عذابوں کو جن کو ڈاکٹر صاحب میرزا صاحب کے دعوے کا موجب قرار دیتے ہیں **نافرمانی** کا سبب قرار دیتا ہے تو پھر نہ معلوم ڈاکٹر صاحب نے فیصلہ قرآنی تحریر کرنے کا کیا مطلب سمجھا ہے؟ جس حالت میں کہ وہ خود مقر ہیں کہ امت محمدیہ صلعم پر جو مصائب وحوادث سماوی نازل ہو رہے ہیں یہ سب کچھ "انحراف احکام الٰہی کا نتیجہ ہے" ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ڈاکٹر صاحب کی کس عقلمندی کی دلیل اس امر کو گردانیں اور کیونکر ڈاکٹر صاحب کو سمجھاویں کہ فیصلہ قرآنی تحریر کرنا آپکا کام نہ تھا بلکہ کسی ایسے انسان کا کام تھا جسکو قرآن کی کچھ خبر ہو۔ لطف یہ کہ بقول ڈاکٹر صاحب جھوٹا دعوے تو کریں میرزا صاحب اور عذاب میں گرفتار ہو امت محمدیہ صلعم! کیا یہ فہم اور عقل بھی داد دینے کے قابل نہیں؟ (باقی دارد) محمد حسین ازلاہور چھاونی

تصحیح۔ صفحہ ۴ و ۵ کو بجائے صفحہ ۸ و ۹ کے سہواً غلطی سے چھپ گیا ہے۔

ضرورتِ نبوّت

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب ایک انسان ہار جیت کے خیال کو دل سے نکالکر محض سچائی کا جستجو کرنے والا بن جاتا ہے تو وہ اکثر ان دشواریوں سے بچ جاتا ہے جو ایک ٹیڑھی اور ترچھی راہ میں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ جتنے مذاہب خدا کے قائل ہیں۔ اگر باریک نظر سے دیکھا جاوے تو ان کے بانی حقیقت میں نبی رسول رشی منی اور اوتار ہی تھے۔ (نعوذ باللہ) اگر رشیوں منیوں اور نبیوں کے سلسلہ کا انکار کر دیا جاوے تو الوہیّت اور عبودیّت کے علاقہ کا پتہ مجرد عقل کے ذریعہ سے لگانا محض اپنے آپ کو ایک بھنور میں پھنسانا ہے جس میں سوائے ہلاکت کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے۔ اور حقیقت میں دُنیا کی محبت شفقت مال و دولت عیش و عشرت اور طرح طرح کی دلربا باتوں سے کنارہ کش ہو کر خدا تعالےٰ کے وجود کا یقینی طور پر مجرد عقل کے ذریعہ سے معلوم کر لینا اور اس کی مرضی اور منشاء سے آگاہی حاصل کر لینا ایک ایسی بات ہے جو کسی طرح سے بھی وہم و گمان میں نہیں آ سکتی۔ انسان کی محدود سمجھ بوجھ ہرگز ہرگز اس لایق نہیں جو ایک لامحدود ہستی کا محض اپنی کوشش سے پتہ لگا سکے۔

گو تجربہ بتلا رہا ہے کہ انسانی دماغ نے بڑے بڑے عجیب کام کئے ہیں اور بڑی بڑی عجیب ایجادیں اور حیرت انگیز ترقیں کر کے دکھائی ہیں مگر تھوڑی سی دیر کیلئے بھی غور اور فکر سے کام لینے پر معلوم ہو جاویگا کہ یہ اُس کی اپنی مجرد کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ اس دُنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ وسائل اور اسباب کے ذریعہ سے ہو رہا ہے دنیا کے ایک ایک پیشہ اور ہر ایک کام پر نگاہ کرو تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ وہ بغیر اسباب اور وسائل کے کبھی نہیں چلتا۔ ہاں وسائل اور اسباب مختلف ہیں کسی جگہ کچھ اسباب ہیں اور دوسری جگہ کوئی اور ہی اسباب کام کر رہے ہیں مگر بغیر اسباب کے کوئی سلسلہ اور کوئی کام نہیں چلتا اور جب تک دوسرے مدد اور معاون ساتھ نہ ملیں تب تک کوئی کام انجام پذیر کیا شروع بھی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ہماری آنکھ میں ایک دیکھنے کی قوت ہے مگر جب تک کوئی خارجی روشنی اُس کی مددگار نہ ہو وہ دیکھنے کا کام نہیں دے سکتی ایسا ہی کان وغیرہ کا حال ہے زیادہ تشریح موجب طوالت ہوگی۔ مختصر طور پر آپ جمادات نباتات اور حیوانات کی ترقی اور تنزل پر غور کریں کہ وہ بغیر طرح طرح کے مددوں معاونوں اور محرکوں کے کسی قسم کی حرکت ترقی یا تنزل کی طرف نہیں کر سکتے اور یہی حال عقل انسانی کا بھی ہے۔ مگر فی الحال میں اس مسئلہ کو نظر انداز کر کے کارخانہ قدرت کی ذرا اور سیر آپ کو کرانی چاہتا ہوں۔ اگر نظر کو ذرا اور وسیع کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ یہ سب اسباب اور وسایل ہوا آگ پانی مٹی اور طرح طرح کے ایلیمنٹس یعنے عناصر کے آپس میں ملنے اور جدا ہونے یعنے قوت انفصالی اور قوت انصالی کا نتیجہ ہیں۔ اور پھر اس پر بھی اگر ہم اور ترقی کریں اور اپنے دل کو رعونت تکبّر اور دُنیاوی لالچ سے پاک صاف کر کے سوچیں تو معلوم ہوگا کہ ان کے گن خواص اور قوتوں اور لطیف سے لطیف ذرات کا پیدا کرنیوالا ایک اور مخفی وجود ہے اور وہ نہایت ہی نہاں در نہاں اور لطیف در لطیف ہے۔ اب میں اپنی اس عرض کو بصد التماس آپ صاحبان کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ ہم موجودہ کارخانہ کو مشہود اور محسوس کر کے اور اسباب اور وسایل کے سلسلہ پر غور کر کے ایمانی رنگ میں ایک ایسے نکتہ پر پہنچ گئے ہیں جو حواس ظاہری سے مشہود اور محسوس نہیں ہو سکتا اور ہم مصنوعات کے سلسلہ پر غور کر کے اور ایک کو ایک کا ظاہری طور پر محرک اور صانع قرار دیکر ایک ایسے صانع پر پہنچے ہیں جو از حد لطیف ہے اور وہم گمان سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ اُس لئے ہر ایک اہل دانش کا یہ ضروری فرض ہونا چاہیئے کہ پہلے اس وجود کا پتہ لگا دے اگر وہ ہماری تسلی نہ کر سکا اور ہماری کانشنس نے گواہی دی کہ ہاں اس کا بھی کوئی اور صانع ہونا چاہیئے تو خیر پھر ہم بڑی خوشی سے اس سے بھی اعلےٰ صانع کی تلاش کریں گے مگر فی الحال اسی لطیف در لطیف وجود کا پتہ لگانا ہمارا فرض ہے اور جب تک اس کا پتہ نہ لگا لیں تب تک ایک فرضی اور خیالی لامحدود سلسلہ قایم کر لینا اور جان بوجھکر تسلسل میں پھنسنا محض بیوقوفی ہے۔

اب ہم نیچے اُتر کر جب انسانی بناوٹ پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے مالک الکل وجود کی تلاش کرنا ہماری فطرت کا ایک لازمی خاصہ ہے اور ہر ایک شخص اس خالق الکل ہستی کا پتہ لگانے کے لئے طرح طرح کے اسباب اور وسائل ڈھونڈتا ہے اور حیران و سرگردان مارا مارا پھرتا ہے اور اکثر کر کے انھیں ظاہرا اسباب اور عیش و عشرت کے فانی تلازمات سے دل لگا لیتا ہے۔ گو اپنی اس غلطی کا بھی اسے آخرکار اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اور بڑی حسرت اور نامرادی کا مُنہ دیکھنا پڑتا ہے۔

مگر اس سے اتنا تو ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ انسان کے دل میں ایک اعلےٰ ہستی کی پیاس لگی ہوئی ہے اور وہ اپنا سارا آرام حقیقی طور پر اُس اعلےٰ ہستی میں معلوم کرتا ہے مگر مجنونوں کی طرح غلطی سے فانی اشیاء سے دل لگا لیتا ہے۔

مگر سوچنے والی بات یہ ہے کہ اُس خالق الکل اور مالک الکل ہستی کا کچھ پتہ بھی لگ سکتا ہے یا نہیں اور آیا جس ہستی نے انسان کو بولنا سکھایا اور ایک مٹی کے پتلے کو گویائی کی طاقت بخشی ہے وہ خود بھی بولنے کی صفت رکھتا ہے یا نہیں۔ اور اپنے وجود کا خود پتہ دے سکنے کے قابل ہے یا نہیں؟

اس سوال پر غور کرتے کرتے جب ہم دُنیا میں ایک ایسے وجود کا نام سُنتے ہیں جس کو ڈھونڈنے کے لئے ہم بھی مارے مارے پھرتے ہیں یعنے اللہ خدا پرمیشر گاڈ وغیرہ تو ہمارے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کے وجود کا پتہ کس طرح سے لگا ہے۔ آخر معلوم کرنے پر یہی ثابت ہوتا ہے کہ قدیم سے نبیوں رسولوں اور روحانی لوگوں کا ایک گروہ چلا آیا ہے جو اس کی مرضی اور منشاء سے دُنیا کو آگاہ کرتا آیا ہے۔ اور بڑی بڑی اقتداری پیشگوئیاں کر کے اسکی ہستی کے بڑے بڑے ثبوت دیتا آیا ہے اور نیز وہ پاک گروہ اسبات کا بھی ثبوت دیتا آیا ہے کہ وہ لطیف در لطیف وجود جس کی جستجو میں تم لوگ مارے مارے پھرتے ہو اور کہیں کے کہیں خوار ہوتے پھرتے ہو وہ ہمارے ساتھ بولتا ہے اور ہمیں قبل از وقت بہت سی باتوں کی خبر دیتا ہے اور اپنے وحی اور الہام کے ذریعہ سے ہمیں اپنی مرضی سے مطلع کرتا ہے۔ الغرض خدا پر ایمان لانے کے لئے سلسلہ نبوت پر ایمان لانا نہایت ضروری ہے۔ اور اسی بات کو اللہ کریم نے اس آیت شریفہ میں حل کیا ہے جہاں لکھا ہے۔

ان الذین یکفرون باللہ و رسلہ و یریدون ان یفرقوا بین اللہ و رسلہ و یقولون نؤمن ببعضٍ و نکفر ببعضٍ و یریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلاً ه اولئک ھم الکفرون

حقاً ۚ و اعتدنا للکفرین عذاباً مھیناً

علم ہیئات اور مسلمان

دنیا کے تمام علوم و فنون کا وجود - مدبرین عالم کی دماغ سوزیوں کا نتیجہ ہے لیکن صرف علم ہیئات اپنے وجود میں ایشیا کی صحرانشین چرواہوں کا ممنون احسان ہے جو ایشیا کے کھلے میدانوں میں اپنی پرمصیبت راتیں اختر شماری میں بسر کرتے تھے - بے شغلی سے گھبراکر صفحہ افلاک کا مطالعہ شروع کر دیتے تھے - مزید مطالعہ کے بعد ستاروں کی ہر سطر میں انہیں یہ عبارت نظر آنے لگی کہ "اس دائرہ افلاک کا ہر نقطہ (کوکب) ایک مستحکم قانون کی سطح پر ساکن ہے یا حرکت کرتا ہے کوکب کا سکون و حرکت ہماری زراعت پر خاص اثر کرتی ہے ان ستاروں کا تغیر و تبدل کسی خاص اصول پر ہے"!

دماغ میں ان خیالات کے آتے ہی انہوں نے ستاروں کے نام رکھے اُن کی حرکت کا اندازہ کیا - اُن کے منازل مقرر کئے ثوابت کی امداد سے خاص خاص سمتوں کی علامتیں قرار دیں - رفتہ رفتہ یہی معمولی قواعد زراعت کے فصول اور بے نشان صحرا اور بے پایاں دریا کی دلیل راہ بنے -

مدت تک یہ چند سادہ اصول جو صحرانشینوں کے مشاہدوں کے نتیجے تھے خلفاً عن سلف ایشیا کے جنگلوں میں گشت کرتے رہے - لیکن امتداد زمانہ کا یہ کار اُن معمولی اصولوں کا دائرہ وسیع کر رہا تھا جن کو آج علم ہیئات (اسٹرانومی) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے - مگر اب تک اس علم نے فن کی حیثیت نہیں پیدا کی تھی - سب سے پہلے ہندوستان میں ان چند معمولی اصولوں نے جو اب تک معلوم ہو چکے تھے - فن کا قالب اختیار کیا - علم ہیئات کے سرپرستوں کی فہرست میں ہندوستان کے بعد مصر کا نام ہے -

یہاں پہونچکر مورخین میں ایک بڑا اختلاف یہ ہوتا ہے کہ مصر میں یہ علمی فیض ہندوستان سے آیا - جسطرح ہندوستان کو مستقل طور پر اس کے موجد ہونے کے حق حاصل ہے مصر کو بھی ہے - لیکن صحیح فیصلہ یہ ہے کہ دنیا کے دونوں قدیم حصوں میں اس علم نے مستقل زندگی حاصل کی تھی - نہ ہندوستان اس کے لئے مصر کا ممنون ہے نہ مصر ہندوستان کا کیونکہ اگر مصری ہیئات کا ماخذ ہندوستان ہوتا تو دونوں کے اصول مسائل طریقہ بحث ایک ہوتا - یا کم از کم مشابہ ہوتا - حالانکہ دونوں کے اصول میں اتنا ہی بعد ہے جتنا مصر کو ہندوستان سے - نیز تاریخی طور سے ثابت نہیں ہوتا کہ قدیم الایام میں ان دونوں ملکوں میں سلسلہ آمد و رفت تھا - مصر و ہندوستان کا تعلق حملۂ اسکندریہ سے شروع ہوتا ہے اور علم ہیئات کا وجود مصر میں اس سے پہلے ہو چکا تھا - ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کو اپنے علوم کے ساتھ جو بخل تھا وہ کیونکر اجازت دیسکتا تھا کہ ہندوستان مصر کے لئے اپنے خزانہ کا دروازہ کھولدے - اس لئے یہ بالکل صحیح ہے کہ ہندوستان اور مصر میں الگ الگ یہ فن پیدا ہوا - ہاں یہ ضرور ہے کہ ہندوستان کی سرزمین اور آب و ہوا سے علم ریاضی کو ایک قدرتی مناسبت تھی - ہندسہ - موسیقی علم نجوم کا گہوارہ طفولیت بھی ہندوستان ہے لیکن مصر کا پایہ بھی علم اقلیدس کی ایجاد ہندوستان سے کچھ زیادہ پست نہیں رہنے دے سکتی -

علم ہیئات نے مصر اور ہندوستان میں نشوونما پاکر اپنے حدود سے جب باہر قدم نکالا تو خطا بابل - ایران میں داخل ہوا - خشائان پارس میں سے ضحاک اور جاماسپ نے اسکی زیادہ قدر کی - ان متمدن ملکوں کی سیر کرتا ہوا فنیقیہ اور یونان پہونچا اور گو اسی طرح علم ہیئات اپنی ترقی کے منازل طے کرتا جاتا تھا لیکن اس کا حقیقی پہلا دن وہ تھا کہ جسدن مصر میں اسکندریہ کی بنیاد ڈالی گئی - اب یہ مدرسہ دنیا میں علم ہیئات کا سب سے پہلا مدرسہ ہے - اس مدرسہ کے ساتھ ایک کتب خانہ بھی قائم کیا گیا تھا - جس میں علم ہیئات کی تمام کتابیں بقدر امکان جمع کی گئی تھیں - ہیپارک یونانی اور بطلیموس مصری جو علم ہیئات کے سب سے پہلے مدون ہیں اسی مدرسہ کی تعلیم کے نتائج اور اسی پراگندہ بزم کے دورکن ہیں - اور گو ان سے پہلے اور ان کے بعد بہت سے اس فن کے ماہرین پیدا ہوئے جیسے ارشمیدس ۲۵۰ق م (ابسقلاوس) ۱۶۰ اپلونیوس ثاون - فالیس رومی ثاونیس ریگلوس بابلی - مزابار بخت نصر کا منجم ابیون وغیرہ پیدا ہوئے جن کی کوششوں سے ہیئات نے ایک حد تک ترقی کی مگر ہیپارک اور بطلیموس دو ایسے شخص ہیں جن کے ذکر سے علم ہیئات کی تاریخ کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتی -

ہیپارک سنہ مسیحی سے چند سال پہلے شہر بروسہ میں پیدا ہوا تھا - جغرافیہ کا طول و عرض البلد پہلے اسی نے دریافت کیا ستاروں کی ایک فہرست تیار کی - جس میں اُن کی چالوں کی تفصیل تھی - اُس کی زندگی کا سب سے بڑا علمی کارنامہ یہ ہے - کہ اُس نے نقطۂ اعتدال کی رجعی حرکت دریافت کی [1]

بطلیموس دوسری صدی عیسوی میں تھا - مدرسہ اسکندریہ میں اس نے ہیئات کی تعلیم پائی اس فن میں اتنا کمال کیا کہ مدرسہ اسکندریہ کی تاریخ میں سب سے پہلے جلی نام بطلیموس لکھا گیا - علم ہیئات کی معلومات میں معتدبہ اضافہ اسوقت سے ہونے لگا جب سے آلات رصد ایجاد ہوئے - آلات رصد کی ایجاد اور ستاروں کی ترصید سب سے پہلے بطلیموس نے کی - بطلیموس نے ہیئات کی ایک گراں بہا خدمت یہ کی کہ اس نے علم ہیئات کی منتشر معلومات ایک کتاب کی صورت میں منتظم کر دیئے جو مجسطی کے نام سے مشہور ہے [2]

چونکہ اسلامی علم ہیئات کی تاریخ مجسطی سے شروع ہوتی ہے اس لئے اس کے متعلق ہم کچھ تفصیل سے لکھنا چاہتے ہیں جس سے یہ قیاس ہوگا کہ جب صرف ہیئات کی کتاب مجسطی کے متعلق مسلمانوں نے اتنی جانکاہ کوششیں کی ہیں تو نفس علم ہیئات کے متعلق کیا کچھ نکیا ہوگا -

مجسطی ایک یونانی لفظ ہے جس کے معنے ترتیب کے ہیں چونکہ بطلیموس نے اسی کتاب کے ذریعے ہیئات کے پراگندہ معلومات کو یکجا کیا تھا - اس لئے مجسطی سے بڑھکر اس کتاب کا کوئی نام موزون نہیں ہو سکتا تھا - یہ ہیئات کی سب سے پہلے جامع کتاب اور یانوس اور انطونیوس کے عہد میں انہیں دونوں میں سے ایک کیلئے لکھی گئی تھی [3] - ملا کاتب چلپی کا دعویٰ ہے کہ یہ کتاب ہیئات کی اعلٰے ترین تصنیف ہے - بلکہ یہ کتاب اصل ہے اور ہیئات کی

تمام تصنیفات اسکی خوشہ چین ہیں۔

سب سے پہلے یحییٰ ابن خالد برمکی کی فرمایش سے چند لوگوں نے ملکر اس کتاب کو عربی عبا و دستار سے آراستہ کیا یحییٰ کے خاطر خواہ یہ ترجمہ نہوا اسلیے اس نے بیت الحکمت کے مترجمین ابو حسان اور سلم کو اس خدمت کے انجام دینے کا حکم دیا۔ ان دونوں نے ماہرین فن کی ایک جماعت کو اس ترجمہ کے لئے مقرر کیا۔ جب یہ سب ترجمہ کر چکے۔ ان تراجم میں سے جو سب سے زیادہ صحیح اور بامحاورہ تھا اس کا انتخاب کیا۔ اسپر بھی شوق کی آگ ٹھنڈی نہوئی۔ حجاج بن مطر نے ماموں کے عہد میں اس کا دوبارہ ترجمہ کیا۔ تبریزی نام ایک شخص نے اس کا تیسرا ترجمہ کیا۔ ثابت بن قرہ (مترجم بیت الحکمت) نے اس ترجمہ کی اصلاح کی۔ اسحٰق نے اس کا چوتھا ترجمہ کیا جسکی اصلاح پھر ثابت نے کی ماموں اس کتاب کا عاشق تھا۔ ماموں کے عہد میں حجاج بن یوسف ثابت ثمرہ نے پھر اسپر نظر ثانی کی۔

اس کتاب میں تیرہ مقالے ہیں سے صرف پہلے مقالہ کی ظرنیوس اور عمر بن الفرخان اور ابراہیم بن صلت نے تفصیل کی ہے۔ ابوریحان بیرونی نے حشو و زوائد سے پاک کر کے اس کو مختصر کیا۔ فاضل نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری نے اسکی شرح لکھی۔ قاضی زادہ رومی نے اس شرح پر حاشیہ لکھا فاضل جمال الدین ابوالفرج کے ایما سے محی الدین یحییٰ اندلسی نے اس کا خلاصہ کیا۔ اور مجسطی پر کچھ ایزاد کیا۔ محقق نصیر الدین طوسی نے مجسطی کے اشکالات ایک خاص تصنیف کے ذریعہ سے حل کئے۔ محقق شمس الدین سمرقندی نے اسکی شرح لکھی ہے۔ بعض علمائے متاخرین نے بھی مجسطی کی شرح کی ہے [۱]

مجسطی کے سوا اور کسی خاص ہیئات کی کتاب کا ترجمہ مسلمانوں نے نہیں کیا دنیا کی اہل علم قوموں کی معلومات سے فائدہ اٹھایا۔ اُن کو اپنی تصانیف میں جگہ دی اور صفحہ عالم پر آج یونانی تالیفات کا نشان نہوتا اگر مسلمانوں کی علمی قدر دانی ہاتھ اُن کو نہ تھامتا۔ ایک انگریز مصنف کہتا ہے۔

علمائے عرب نے ریاضیات کی پوری پوری خدمت کی اگر انکی توجہ نہ ہوتی تو یونانی ریاضی تصنیفات کا اکثر حصہ برباد ہوگیا ہوتا لیکن اصل یونانی نسخوں کے ضائع ہو جانے پر عربی تراجم میں محفوظ رہا۔ [۲]

منالاوس اسکندرانی جو سنہ ۹۸ھ میں تھا ہیئات کا بہت بڑا عالم تھا بطلیموس نے مجسطی میں اس کا تذکرہ کیا ہے اسکی تصنیفات یورپ نے عرب کے ہاتھوں سے پائی [۳]

مسلمانوں نے صرف اتنا ہی نہیں کیا کہ قدیم تصنیفات کو معدوم نہیں ہونے دیا بلکہ اپنی خاص تحقیقات اور معلومات سے علم ہیئات کی تجدید کر دی علم ہیئات کیطرف مسلمانوں کی توجہ ابوجعفر منصور دولت عباسیہ کے دوسرے تاجدار کے وقت سے شروع ہوتی ہے۔ ابوجعفر کے بعد ہارون کے عہد تک اس علم کی ترقی ایک معمولی انداز سے ہوئی۔ ماموں جب سریر آرا ہوا تو اس نے ہیئات پر ایک خاص لطف کی نگاہ ڈالی اور یہ اسلامی ہیئات کی ترقی کا دیباچہ تھا مسلمانوں نے اس علم کو تقلیدی طور سے نہیں سیکھا بلکہ بجائے خود بھی اسکی تحقیق کی۔

موسیٰ ماموں کے زمانہ میں محمد احمد حسین تین بھائی تھے جن کو فلسفہ اور ہیئات کے ساتھ خاص شغف تھا۔ عربی میں اکثر تراجم انہیں کی مدد سے ہوئے ہیں۔ علم ہیئات میں ان کو کامل دستگاہ تھی ماموں کے ایما سے خط نصف النہار کے ایک درجہ کی پیمایش اس غرض سے کی تھی کہ محیط ارض دریافت کیا جائے اور اسکی تحقیق کی جائے کہ یونانی مصنفین نے جو محیط ارض بتایا ہے وہ کہاں تک صحیح ہے۔

افلاک اور ستاروں کی تحقیق کے لئے ماموں نے رصد بنوائی تا کہ یونانی مسایل کی جرح و تعدیل کیجائے۔

مسلمانوں نے اپنی ہیئات کی بنیاد صرف یونانی تصنیفات پر نہیں ڈالی بلکہ دنیا کے تمام اہل علم ملک مصر ایران ہندوستان کے منتخب مسایل پر بیرونی نے قانون مسعودی میں اہل پارس کی علم ہیئات کو سب سے زیادہ قریب صحت بتایا ہے۔ کتاب الہند اور نیز قانون مسعودی میں ہندوستان کے علم ہیئات کے مبسوط مسایل لکھے ہیں۔ قانون کو بیرونی نے سلطان غزنوی مسعود بن محمود بن سبکتگین کے لئے لکھا تھا کہ برلن اور لندن میں چند بار یہ چھپ چکا ہے۔ ابوالقاسم غرناطی المتوفی سنہ ۴۲۶ھ نے ایک ضخیم کتاب ہندوستان کی ہیئات پر لکھی۔

شاہان اسلام نے اس علم کی طرف جتنی نگاہ توجہ کی اس سے زیادہ کسی دوسرے فن کیطرف نہیں کی۔ اس کا اندازہ اس سے کرو کہ فرماں روایان اسلام میں سب سے زیادہ علم کا دشمن وحشی خونریز جاہل کون تھا؟ چمنستان بغداد کا تاراج کرنیوالا تاتاری ہلاکو۔ مگر اس نے بھی مراغہ کی رصدگاہ اپنی یادگار چھوڑی کسی قوم میں کسی چیز کے حسن قبول اور کثرت کی کیا دلیل ہے؟ یہ کہ اس قوم کا اعلیٰ سے اعلیٰ فرد اور ادنیٰ سے ادنیٰ فرد اس کو قبول کرے۔ ہیئات کے حسن قبول کا یہ حال تھا کہ سلاطین تک اس علم کے ماہر ہوتے تھے۔ الغ بیگ المتوفی سنہ ۸۵۳ اس علم کا ایک کامل الفن صاحب تصنیف استاد تھا۔ اسکی کتاب لندن میں سنہ ۱۶۵۰ء میں اور اوکسفورڈ میں سنہ ۱۶۶۵ء میں چھپکر شائع ہو گئی ہے۔

کثرت کا یہ حال تھا کہ مسلمانوں کے غلام تک ہیئات میں کمال رکھتے تھے۔ ابوالمشعر فلکی المتوفی سنہ ۲۷۲ جو مسلمانوں میں ایک ماہر ہیئات دان گذرا ہے اس شوق کو دیکھو کہ ایک مشہور محدث تھا۔ ہیئات کا جوش ہوا تو ۴۷ برس کی عمر میں ہیئات سیکھی اور ایسی سیکھی کہ اب اس فن کے ماہرین میں اسکا شمار ہے [۱]

اسی ابومشعر کا ایک غلام تھا۔ آقا کے کمال شوق کو دیکھکر یہ بھی ہیئات کی طرف متوجہ ہوا۔ مرتے وقت کتاب مطرح الشعاع کتاب تحاویل سنی العالم والحکم الیہا کتاب تحاویل سنی الموالید یادگار چھوڑی [۲]۔ ابوالفتح عبدالرحمن علی خازن مروزی نام ایک شخص کا غلام تھا اس نے علوم ہندسہ کی تکمیل کی اور ایک زیچ تصنیف کی اس کا آوازہ شہرت جب سلطان سنجر کے کانوں تک پہونچا تو اس نے ہزار دینار عبدالرحمن کو نذر بھیجے [۳]

مسلمانوں کی رصدگاہیں اسی سلسلہ میں مسلمانوں نے رصد کے متعلق جو ترقیاں کیں وہ سب سے زیادہ حیرت انگیز ہیں۔ شمس الدین علی خواجہ نے چالیس برس تک ترصید کی مختلف مقاصد کے لئے مسلمانوں نے آلات رصد ایجاد کئے۔ زیچیں بنائیں جنمیں سے اکثر آج یورپ میں چھپ گئی ہیں۔ یا قلمی محفوظ ہیں۔ آلات رصد کے نام اکثر تاریخ میں ملتے ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ان کا استعمال ایک مدت سے چونکہ متروک ہے اس لئے یہ وقت سے دریافت ہو سکتا ہے کہ یہ آلے کس مقصد کے لئے بنائے گئے تھے۔ ذیل میں ہم صرف ان آلوں کے نام

[۱] کشف الظنون ۲۲۶ - [۲] اکتفاء القنوع ۳۴۳ - [۳] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا

[۱] فہرست ص ۲۷۷ - [۲] کشف الظنون ۲۲۳ ج ۱

بنائیں گے جن کے موقع استعمال سے ہم کو کسی قدر واقفیت ہوئی ہے۔ بشرطیکہ اس کی ایجاد کا شرف مسلمانوں کو ہوا ہو۔

نمبر	نام آلہ	کیفیت	کس کام کے لئے ہے	موجد
۱	لبنہ	مربع مستوی	اس سے میل کلی عرض البلد اور تاروں کی دریافت کی جاتی ہے	مسلمان
۲	حلقۃ الاعتدالیہ	ایک قسم کا حلقہ ہوتا ہے جو دائرہ معدل کی سطح میں نصب کیا جاتا ہے	اس سے تحویل الاعتدالی دریافت کی جاتی ہے	”
۳	ذات الاوتار	چار مربع اسطوانی ہیں اسکی ایجاد نے حلقہ اعتدالیہ سے مستغنی کر دیا	تحویل اعتدالی اور تحویل لیل دریافت ہوتی ہے	علامہ تقی الدین
۴	ذات السمت و الارتفاع	ایک نصف حلقہ ہے جس کا قطر چند متوازیۃ السطوح اسطوانوں کی سطح ہے۔	اس سے سمت اور ارتفاع معلوم ہوتا ہے	مسلمان
۵	ذات الجیب	.		”
۶	المشبہ بالناطق	.	اس سے دو ستاروں کو درمیان کا بعد معلوم ہوتا ہے	علامہ تقی الدین راصد
۷	الربع التام	.	.	ابن الشاطر دمشقی المتوفی ۷۷۷ھ

ابن الشاطر مسلمانوں میں ایک بہت بڑا ہیئت دان گذرا ہے۔ النفع العالم اُس نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں ایک موقع پر آلہ الربع التام کی ایجاد کی یہ وجہ لکھی ہے کہ ”اب تک میں نے جتنے آلات رصد دیکھے ہیں اُن سب میں کچھ نہ کچھ فروگذاشت تھی اُس کی اصلاح کے لئے میں نے الربع التام بنایا جو آسانی سے اور تمام باتوں کے برخلاف کرۂ ارض کے ہر چہار حصہ پر استعمال کیا جا سکتا ہے“ [1]

رصدگاہوں کا وجود مسلمانوں سے پہلے تھا تاون اسکندرانی نے ۲۹۵ ق ع میں طیموحارس نے ۲۳۲ ق ع میں اسکندریہ میں ابرخس نے ۱۶۱ء میں بالانوس نے رومہ میں ۹۶ء میں بطلیموس نے ۱۲۷ء میں رصد گاہیں قایم کیں لیکن عہد اسلام میں سب سے پہلے مامون نے رصد بنوائی۔

(۱) جب مامون کے زمانہ میں مجسطی کا ترجمہ ہوا تو اُس نے اُن سب آلات کے بنانے کا حکم دیا۔ جن کا مجسطی میں ذکر کیا گیا تھا۔ دُنیا کے ہر گوشہ سے ماہرین ہیئات جمع کئے گئے۔ جن کے ہاتھوں سے شہر شماسیہ بغداد اور دمشق میں ۲۱۴ھ میں رصدگاہیں طیار ہوئیں۔ ان رصدگاہوں نے صرف چار برس کی عمر پائی ہے۔ کیونکہ بدقسمتی سے ۲۱۸ھ میں مامون کا انتقال ہو گیا۔ مگر اس قلیل عرصہ میں بھی چند نئی باتیں دریافت ہوئیں جو ایک کتاب کی صورت میں زیج مامونی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ رصدگاہیں یحییٰ ابن منصور خالد بن عبد الملک مروزی سند بن علی عباس بن سعید کے زیر اہتمام تھیں۔

(۲) رصد ابی حنیفہ دینوری ۲۳۵ھ میں اصفہان میں قائم کی گئی۔ اسی رصد میں ستاروں کے متعلق جو معلومات ہوئے تھے انکو ابو حنیفہ المتوفی ۲۸۱ھ نے ایک کتاب میں ترتیب دیکر رکن الدولہ دیلمی کے نام سے معنون (ڈیڈیکیٹ) کیا تھا۔

(۳) رصد حاکمی۔ حاکم بامر اللہ مصر کا چھٹا فاطمی خلیفہ تھا اس نے مصر میں ایک رصد بنوائی تھی [2] ابن یونس المتوفی ۳۹۹ھ میں اس کا مہتمم تھا۔ ابن یونس نے حاکم کے نام سے ایک زیج بھی لکھی تھی اس زیج کو ۱۸۰۴ء میں فرنچ ترجمہ کے ساتھ کون ساڈی پرسفال نے چار جلدوں میں شایع کیا ہے اُس کے قلم سے اور کتابیں بھی نکل چکی ہیں جن میں سے بعض خدیوی کتب خانہ مصر میں موجود ہیں۔

(۴) رصد ہو الاعلم۔ یہ رصد بغداد میں ۳۵۰ھ میں بنائی گئی تھی۔

(۵) رصد بیرونی ابوریحان بیرونی المتوفی ۴۳۰ھ اس کا الغیر تھا۔

(۶) رصد طوسی ہلاکو خان نے نصیر الدین طوسی المتوفی ۶۷۲ھ کی درخواست پر مراغہ میں یہ رصد بنوائی تھی۔ اس رصد کی تیاری میں ہلاکو نے بے شمار روپیے صرف کئے رصد کے ماہانہ اخراجات کے لئے بیس ہزار اشرفیاں مقرر تھیں۔ اسکے اہتمام کے لئے دور دور دراز ملکوں سے اس علم کے ماہرین طلب کئے گئے تھے۔ مویدعرضی دمشق سے فخر مراغی موصل سے فخر خلاطی تفلیس سے نجم الدین قزوین سے بلائے گئے ماہ جمادی الاول ۶۵۷ھ سے یہ رصد بنی شروع ہوئی تھی۔ یہاں ایک کتب خانہ بھی تھا جو بغداد شام جزیرہ کی تاراج کردہ کتابوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔

(۷) رصد الوغ بیگ۔ الوغ بیگ بن شاہ رخ بن تیمور لنگ المتوفی ۸۵۳ھ اس کا دار السلطنت سمرقند تھا۔ خود بھی علم ہیئات کا ماہر اور علمائے ہیئات کا ایک مجمع بھی اپنے پاس رکھتا تھا موسیٰ بن محمود قاضی زادہ رومی مصنف شرح چغمینی نویں صدی میں تھا اور غیاث الدین جمشید کاشی کا شاگرد تھا۔ انھیں دونوں کے مشورہ سے اس نے سمرقند میں اس رصد کی بنیاد ڈالی۔ مگر اُس کی بدقسمتی سے ہیئات کے یہ دونوں آفتاب و ماہتاب اختتام رصد سے پہلے ہی غروب ہو گئے۔ لیکن ملک ابھی باکمالوں سے خالی نہ تھا۔ جمشید کے لایق جانشین فرزند علی قوشچی کے اہتمام سے یہ رصدگاہ تکمیل کو پہنچی۔

ان مذکورہ بالا رصدوں کے علاوہ اور بہت سی رصدگاہیں تھیں۔ جیسے رصد ابن الشاطر رصد تانجور رصد بتانی۔ رصد طلیطلہ۔ مگر انکے واضح حالات چونکہ دستیاب نہو سکے اسلئے افسوس کیا تھہ اُن کو قلم انداز کرنا پڑا۔

مضمون کے خاتمہ پر ہمیں اس مسئلہ پر بھی غور کرنا ہے کہ یورپ کی گردن میں اسلامی ہیئات کا طوق تلمذ ہے کہ نہیں۔ تاریخ سے اسکا جواب اثبات میں ملتا ہے جرمن کا علم دوست بادشاہ فریڈرک دوم ایک طرف تو صلیبی جنگ میں مسلمانوں کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا اور دوسری طرف مسلمانوں کے علوم سے سیراب ہو رہا تھا اور میدان جنگ میں مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے صف آرا بھی ہو اور ریاضی کے مسایل ہلالی فوج کے سپہ سالار سے حل بھی کرتا ہے۔

ابن یونس المتوفی ۳۹۹ھ جو حاکم بامر اللہ خلیفہ فاطمی کا مشہور فلکی تھا جسکی کتاب الجید اول الحاکمیہ پیرس میں چھپ گئی ہے۔ اسکی حالات میں اڈورڈ ہیر کرسلیں فانڈیک لکھتا ہے:۔

ابن یونس نے مصر میں ہیئات کے چند طریقے استعمال کئے۔ جن کو ابن یونس سے اسکے بعد یورپ کے ہیئت والوں نے اخذ کیا۔

سب سے بیّن دلیل اس دعویٰ کی ہیئت کی اُن عربی اصطلاحات سے ملتی ہے جو یورپ میں آجتک مستعمل ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یورپ میں عربوں کی بدولت علم ہیئات پھیلا ہے۔ مثلاً

[1] کشف الظنون ج ا ص ۱۵۹ ۔ ۱۳۵ قبل از حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

[2] اس رصد کی تاریخ با کاتب چلپی نے ۳۸۰ھ لکھی ہے مگر کسی طرح صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کا مہتمم ابن یونس تھا اور حالانکہ خود یونس کی ولادت ۳۸۶ھ میں ہے اور حاکم بامر اللہ خود چوتھی صدی میں تھا ۴۱۱ھ میں وفات پائی ہے۔

بعض علم ہیئات کے متعلق چند نام لکھے جاتے ہیں جو یورپ کی زبانوں میں یا تو بالکل اسی طرح ہیں یا بگاڑ کر دوسرے نام رکھ لئے ہیں۔ تفصیل یہ ہے۔ (۱) اسطرلاب (۲) العضادہ (۳) الدبران (۴)

چھ سال کا تجربہ

جب ہم کسی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں تو ہم کو یہ بات معلوم کرنے سے تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے بہت سے ہمسایہ بھی اس طرح کی مصیبت میں مبتلا تھے اور جب ہم اپنے ہمسایوں سے وہ طریقہ جس سے اُنھوں نے اس مصیبت سے رہائی پائی دریافت کرتے ہیں تب ہم بھی وہی رستہ اختیار کرنے کا مصمم ارادہ کرتے ہیں جس سے وہ کامیاب ہوئے تھے۔ اس سے بھی زیادہ بہتر خبر یہ ہے کہ کلکتہ کا ایک نامی طبیب ہمیں ایسی دوا بتائے جو ہمیں شفا بخشے گی ڈاکٹر سی سی بنرجی صاحب ایل ایم ایس۔ اسور کرجی کمپنی ... ۱۲۹-۱ کورن والس اسٹریٹ کے شفاخانہ کے طبیب) کہتے ہیں میں گذشتہ چھ سال سے اپنے انگریز اور دیسی مریضوں کو ڈوڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں استعمال کراتا ہوں اور ان کو گردوں کے انحطاط۔ درد کمر۔ اور وجع مفاصل میں مفید پایا ہے ایسے مرضوں سے تکلیف پانے والوں کو میں بغیر کسی پس و پیش کے اس دوا کے استعمال کرنے کی صلاح دیتا ہوں۔ گردوں کی بیماری اسوجہ سے خطرناک ہے کہ وہ انتہا خفیہ اور آہستہ آہستہ اپنا گھر کرتی ہے کہ جو شخص درد سر ہچکیوں اور قلب و دل کی بیماری بے خوابی۔ چکر آنا۔ سستی اور کاہلی میں مبتلا ہے وہ اصل سبب کو نہیں جانتا۔ یہ سب علامتیں گردوں کے خراب ہونے کی ہیں اور اسی طرح ذیل کی شکایات بھی۔ درد پشت جلن پیشاب کی بیماریاں اور وجع مفاصل اور گردوں کا درد۔ یہ گولیاں ان سب باتوں کو رفع کرتی ہیں کیونکہ اصل سبب یعنے گردوں کی بیماری دور کرتی ہیں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں یا براہ راست ڈوڈن کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۰ اگر آپ اپنی فرمائش کیساتھ اس اشتہار کو مع نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمائش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کے کیجائے گی۔

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق کی یہ بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالےٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مضبوط بالخصوص بچوں اور ان کے لئے اکثر بیہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اُترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔ تعمیم افادہ کے لئے نسخہ بلا حلفی اقرار عدم افشاء و ادائے فیس اسکا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت (نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و زر اُجرت سے مطلع فرمائیں۔ المشتہر فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اسمیں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہمنے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور رفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ دیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ طلا طلسمی۔ پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتی ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اُٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالےٰ وہ اسکو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸ سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے قیمت فی بکس ۴

المشتہر
حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک لاکھ ٹریکٹ تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مُہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیے

(ہر درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ نوری)

عینک اُتار۔ ادھر لگاؤ اور آنکھیں صاف ہو گئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول آب... تک میں فایدہ دکھلایا ہے علاوہ بریں امراض جالا پھولا۔ دھند۔ غبار۔ شبکوری۔ پانی۔ پڑبال۔ خارش۔ سوتیا بند۔ ابتدائی سرخی۔ ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سینکڑوں سارٹیفکٹ معززوں مثلاً ڈاکٹروں حکیموں و رئیسوں و عہدہ داروں کے موجود ہیں۔ ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زاید کو کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہونگے [illegible] طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیے۔ سرمہ نور خاکی فی تولہ ۱ روپیہ ۔ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸

سونے جیسی شروع پختہ رنگ قلم [illegible] بالا [illegible] خوش وضع [illegible] ہر قسم [illegible] کے [illegible] عمدہ تحفہ جاڑوں میں ..... تو شک لحاف کیواسطے ..... [illegible] کیلئے [illegible] نقصان [illegible] اگر عرض قیمت صرف [illegible] وی پی منگانے میں [illegible] محصول [illegible] خط و کتابت [illegible] ضلع [illegible] ہونی چاہئے۔ المشتہر محمد عجاز علی مالک کارخانہ [illegible] گوری ضلع لکھنؤ

الفضل قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا۔

یہ سچ ہے قادیان دار الامان ہے
نزول رحمتِ حق کا مکان ہے

انسان کی امن پسند طبیعت ہر مکان اور ہر زمان میں امن و امان کی طالب ہے
ہر موسم کا تغیر اسکی تدابیر امن و آسایش میں اس کے مال و جان کے متعلق نئے نئے
نیا تغیر پیدا کراتا رہتا ہے۔ دن کی روشنی جن سامانوں کو اس کے گرد و پیش دکھلاتی
ہے رات کی تاریکی اس سارے نقشہ کو بدل کر کچھ اور ہی سمان سامنے لاتی ہے۔
اور روشنی میں جو تدابیر قوی سوچتے ہیں رات کی تاریکی میں انکی طاقتوں کو بحال رکھنے
کے واسطے دیگر تدابیر کی ضرورت پڑتی ہے۔

رات اور دن کا ادل بدل کر آنا موسموں کا یکے بعد دیگرے تبدیل ہونا انسان
کے امن و آسایش پر خاص اثر ڈالتا ہے۔ ان فی اختلاف اللیل والنہار
لآیات لاولی الالباب۔ انسانی مقدورات کئی انقلابات کے ماتحت ہیں۔ مگر
ان زبردست انقلابات سے غیر محفوظ انسان اپنی غلط کاریوں سے موجبات امن
کے ہتھیار گم کر کے اکثر ٹھوکر کھا جاتا ہے۔ کسی چیز کو جو اس کے حق میں مضر ہے مفید سمجھتا
ہے اور جو مفید ہے اس کو مضر خیال کرتا ہے۔ سچی ہدایت کی خلاف ورزی سے یہ
امن و آسایش کی متلاشی روح دکھوں میں مبتلا ہو جاتی ہے اور غلط نتیجہ پیدا کرتے
ہوئے اس عالم سے رخصت ہو کر ایک ایسے عالم کی طرف جاتی ہے کہ جہاں اس عالم کی کوئی چیز
اس کے امن کی ذمہ وار نہیں ہو سکتی۔ آیندہ زندگی یا انجام بخیر کی فکر ایک ایسی فکر ہے کہ
زمانہ ماضی کے گذشتہ واقعات زمانہ حال کو فکر میں مبتلا کر کے آیندہ زندگی کے زمانہ کو باامن
بنانے کی تیاری میں مصروف رکھتے ہیں۔ اگر کسی طبقہ میں زندگی کا احساس مذہبی پہلو کے
تعلق سے نہیں ہو تو بھی وہ اپنی موجودہ زندگی کو کسی نہ کسی آیندہ نتیجہ یا انجام کے لحاظ سے طریق
پر بسر کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ موجودہ کارروائی آیندہ نتیجہ یا انجام کو جو اسکی موجودہ عملی
زندگی کا خاتمہ یا آخری سرا ہے اس کیلئے مفید اور سچی خوشی اور امن کا موجب بناوے
خواہ اسکی منظر اسی دنیا کی صلاح و فلاح تک محدود ہو اور خواہ اس عالم فانی سے گذر کر
دوسرے جاودانی عالم تک پہنچتی ہو۔

جب سے کہ انسانی نسل اس زمین پر آباد ہوئی ہے اور جب سے کسی قوم میں تمدن کا رنگ آیا ہے
یہ اصول کہ انسان کی عملی طاقتیں مفید انجام اور بہتر نتائج پیدا کریں نظر انداز نہیں ہوا۔
اس اصل کے قائم کرنے اور اس مقصد میں کامیاب ہونے کیلئے دو نظام بنی نوع
انسان میں پائے جاتے ہیں ایک نظام جسمانی اور دوسرا نظام روحانی۔ انسان کے جسم و جان
کے متعلق یہ دونوں نظام الٰہی منشاء کے مطابق ہونے سے ہی انسان کے لئے واقعی مفید اور بابرکت
نتائج پیدا کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور ان قوانین کی عملی رفتار اگر اپنے اصولوں پر سیدھی
سیدھی چلی جائے تو آخر کار نظام روحانی کے قیام اور اجرا کے لئے ممد و معاون ہی
ثابت ہوتے ہیں۔ مگر اسمیں بھی شک نہیں کہ انسانی غلط کاریاں جب وحدت ارادی
مجموعی اتفاق اور امن عامہ خلایق میں خلل انداز ہونے لگ جاتی ہیں تو نظام جسمانی اس
نظام روحانی کے کسی نہ کسی مخالفت سمت پر چلکر انسانی اصلاح و فلاح اور امن و آسایش
کو اصلی مرکز سے ہٹا دیتا ہے اور نظام عالم میں ایک خلل اور نقص کی صورت پیدا ہو جاتی ہے
اصلی منشاء ان قوانین کا بھی جو انسان کے جان و مال کے متعلق وحدت قہری یا انسانی
گورنمنٹوں کی طرف سے نافذ کئے جاتے ہیں یہی ہوتا ہے کہ انسان کا جان و مال امن میں رہے
اور انسانی نسلیں جبتک زمین پر آباد ہیں اپنے حقوق جائز کے حاصل کرنے میں اس طریق کو
مرعی رکھیں کہ جسمیں خود غرضی اور نفسانی جوش کیساتھ غصب حقوق کی کارروائی کا دخل نہ ہو
اور ظلم و تعدی کی راہوں کو بند کیا جاوے اور انسانی نسلوں کو وحدت قہری کے نیچے لاکر
امن و آسایش عامہ خلایق کو قائم رکھا جاوے۔ بلا خیال اس کے کہ اس انتظامی صورت کا
مآل دوسرے عالم کی پاک اور مبارک زندگی کے لحاظ سے کیا ہے یہ نظام قائم کیا جاتا ہے۔

وہ نظام جو نظام روحانی کہلاتا ہے یا جس کو وحدت ارادی کے نام سے موسوم کرتے
ہیں اگرچہ اپنے نفاذ و اجرا میں انسانی نسلوں کے اس پہلو کو جو ان کی جان و مال کے
متعلق ہوتا ہے فراموش نہیں کرتا اور امن عامہ خلایق کے احکام اس میں بھی داخل
ہوتے ہیں مگر اسکی غرض و غایت صرف اسی عالم کے امن آسایش تک ہی محدود
نہیں ہوتی بلکہ اس نظام کا سلسلہ اس عالم فانی کے بعد آنیوالے عالم کے لئے انسانی
نسلوں کو تیار کرنا ہوتا ہے اور اس نظام کے قوانین میں یہ عالم اس عالم کی تیاری کیلئے
ایک منزل قرار دیا جاتا ہے پس اس نظام کے ماتحت جو عملی کارروائیاں قوتوں
کی تہذیب سے ظاہر ہوتی ہیں ان کا رنگ وحدت قہری یا انسانی گورنمنٹوں کے
رنگ سے اس خاص صورت میں جو آیندہ زندگی یا عالم آخرت کے متعلق ہوتی ہے ایک
نرالا رنگ ہوتا ہے اس نظام روحانی کے بادشاہ انبیاء و رسل کے نام خدا کے آسمان
و زمین سے پاکر دنیا میں آتے ہیں اور جو آسمانی سلطنت یہ خدا کے پاک بندے قائم کرنا
چاہتے ہیں اس کا تعلق براہ راست خدائے زمین و آسمان سے ہوتا ہے۔ زمینی انتظام یا
زمینی گورنمنٹوں کے نظم و نسق میں انکو دخل دینے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ زمینی سلطنت
قائم کرنا ان کا مقصد ہوتا ہے بلکہ زمینی گورنمنٹوں کے اس حصہ نظم و نسق میں جو امن عامہ
خلایق کے قائم کرنے اور بغاوت و فساد کے موجبات کو دور کرنے اور ظلم و تعدی کی
راہیں بند کرنے اور ملک کو وفاداری اور امن اور اتفاق کی برکتیں دینے کا ہوتا ہے
یہ نظام مددگار ہوتا ہے ہر ایک زمینی گورنمنٹ جو عدل و انصاف کی رعایت رکھکر مخلوق
خدا کو اپنے رحم اور شفقت سے متمتع کرتی ہے۔ اس آسمانی گورنمنٹ کے نظام سے
جو ان خدا کے پاک بندوں کے سپرد ہوتا ہے انکی دعا اور مدد کے ذریعہ سے برکت پر
برکت پاتی ہے۔ یہ خدا کی مرضی کو زمین پر پھیلانیوالی بابرکت قوم وہ قوم ہے جسکی سچی
پیروی سے انسانی نسلوں میں وحدت ارادی پیدا ہوتی ہے انسانی قوتیں انکی
روحانی پاک تعلیم سے مہذب ہوکر سچے اخلاص اور پاک محبت کا اثر پیدا کر کے وہ پاک
اور مبارک نتائج دنیا میں ظاہر کرتی ہیں جو وحدت قہری یا زمینی گورنمنٹوں کے جبر اور سزا کے
قانونوں سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ مبارک ہے وہ سلطنت جسمیں ایسا انسان موجود
ہو اور مبارک ہے وہ انسان جسکو عدل و انصاف کی رعایت کرنیوالی ایسی سلطنت مل جائے
سلطنت انگریزی کے مبارک عہد میں۔ ہندوستان کی سرزمین میں پنجاب کے ضلع
گورداسپور کے قصبہ قادیان سے ایک امن کی آواز نکلی ہے صلح و آشتی کا جھنڈا بلند کیا
گیا ہے۔ مذہب اسلام کی پاک تعلیم کو ان حشو و زواید سے علیحدہ کر کے پیش کیا گیا ہے
جو انسانی غلط کاریوں اور نفسانی اغراض کی آمیزش سے قابل اعتراض ٹھہر گئے تھے
وہ پاک چشمہ جس نے پوری صفائی سے خوشگوار اور شیریں پانی انسانی نسلوں کو پلا کر
پاکیزگی اور طہارت کو نفوس کے اندر پیدا کیا تھا اور جس نے علم و حکمت کے چمکتے ہوئے
مصفا جواہرات کے ڈھیر لگا دیئے تھے نااہلوں کے بیجا تدخل اور غارت گری سے بربادی
کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اور قومیں ناواقفی کے سبب اسکی سچی معرفت اور قابلقدر شناسائی
سے محروم ہو چکی تھیں۔ یک بیک اس امن کی آواز نے جو آسمانی مرضی کی اطاعت اور
فرمانبرداری کو لئے ہوئے نکلی ہے لوگوں کو اس صداقت اور حقیقت کی طرف بلایا ہے
جو دنیا اور اہل دنیا کو ہر ایک خطرہ سے بچا کر سلامتی کے طریق پر ڈالنے والی ہے۔
یہ بالکل یقینی اور واضح امر ہے کہ اس سلامتی کے آواز پکارنیوالے اور اس صلح و آشتی کے
منادی کرنیوالے نے ایک ایسے آنیوالے انسان کے رنگ میں امر الٰہی سے اپنے آپ کو

ظاہر کی ہے جو کل الہامی کتابوں کو ماننے والوں اور مذہبی پابندی اختیار کرنیوالوں کے لئے ایک غور طلب عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ نے اپنے پہلے رنگ میں مختلف زمانوں مختلف قوموں اور مختلف ملکوں میں ایک سخت تشویشناک اور پرخطر نظارہ دکھایا ہے۔ سلطنت کی بے امنی ملک کی تباہی نافذ الوقت قوانین کو درہم برہم کرنے کی سازشوں سے قوموں میں جنگ و جدال کی روح پھونک کر امن و آسایش اور حفاظت جان و مال کے برباد کن واقعات دکھلائے ہیں۔ تاریخ دنیا کے صفحات ان واقعات پر پوری روشنی ڈالتے ہوئے ان پر فساد اور خلاف امن کارروائیوں پر ملامت کے ووٹ پاس کر چکے ہیں۔

مسیح موعود یا مہدی معہود کا مسئلہ اپنے پہلے رنگ کے عقیدہ میں واقعی ایک ایسا خطرناک مسئلہ ہے کہ اس لفظ کے کان میں پڑتے ہی بہی خواہان اقوام محافظان ملک ارکان سلطنت اور ذمہ واران رفاہیت خلائق چونک پڑتے ہیں اور اس عقیدہ کے متعلق پہلی کارروائیاں معاً ایک خونریز جنگ وجدال کا نقشہ آنکھوں کے سامنے لے آتی ہیں اگرچہ موجودہ سلطنتیں اپنے نظام میں ایسی مستقل اور پایہ بر جا واقع ہوئی ہیں کہ اس قسم کی شورش اور فساد پیدا کرنیوالے باغیوں کے قلع و قمع کرنیکا کافی سامان انکے پاس موجود ہے۔ مگر پھر بھی آئے دن ایسے غلط اعتقاد کی بنا پر مفسدہ بازیوں کا بازار گرم ہونے سے عدل و انصاف کی کارکنوں کو مشکلات کا پیش آنا عام خلائق کی رفاہیت کے برخلاف قدم بڑھانے پر مجبور کرتا ہے۔ مگر اس خالق زمین و آسمان کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک انسان کو مسیح موعود اور مہدی معہود کا شرف خود عطا فرما کر اور اسکو امن و سلامتی صلح و آشتی کا شہزادہ بنا کر بھیجا ہے اور اس کے ذریعہ سے اس عقیدہ کے غلط مفہوم کو ظاہر کر دیا ہے اور ہمیشہ کے واسطے خونریز جنگ و جدال کا جو خلاف امن سازشوں منصوبوں اور فساد انگیز دعاوی کا ہمیشہ ہونہار رہتا تھا خاتمہ کر دیا ہے اور اپنے رسول مقبول محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو جو اب تک اپنے سچے مصداق کی انتظار و امید میں تھی پورا کر دیا ہے۔ جس نے آتے ہی بموجب حکم یضع الحرب جہاد کی ہیبت ناک اور تشویش میں ڈالنے والی عقیدہ کو موقوف کر دیا اور اس کے منسوخ ہو جانیکا فتویٰ دیدیا ہے اور کل مسلمانوں کو اپنے حکم و عدل ہونیکی حیثیت سے آگاہ کر دیا ہے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر

فرما چکا ہے سید کونین مصطفٰے
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا

جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائیگا

پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند
کھیلیں گے بچے سانپوں سے بےخوف و بےگزند

یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائیگا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا

یہ پاک صلح جو امن پسند انسان جو مسیح موعود یا مہدی معہود کے نام پر بھیجا گیا ہے۔ ایک ایسے معزز خاندان سے ہے جو نسل فارس کی ایک یادگار ہندوستان میں موجود ہے اور اس خاندان کے بزرگ اپنی پارسائی زہد و اتقا کے زندہ نشانات اپنے اندر رکھتے رہے ہیں۔ سلطنت انگریزی کے ساتھ وفاداری کرنا اور دولتمندی اطاعت اور فرمانبرداری کی خدمات بجا لانا اس خاندان کے خمیر میں موجود ہے۔ گورنمنٹ انگلشیہ کی زبردست شہادتیں اس خاندان کی وفاداری اور نمک حلالی کا اعتراف کرتے ہوئے پیش ہو چکی ہیں۔

میرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان اسی معزز و محترم خاندان جاں نثار گورنمنٹ کی یادگار ہیں جنکو خود خدا تعالیٰ اپنے زبردست آسمانی منشا کے پورا کرنے کے لئے مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام پر مبعوث فرمایا ہے اور اس نے چاہا ہے کہ جو غلط اعتقادات اور فساد انگیز روشوں کو بدل دے جو خود غرضانہ ناپاک نفسانی خواہشوں کو پورا کرنے کیلئے ڈالی گئی ہیں اور اسلام کی پاک تعلیم کو اس کے اصلی اور ابتدائی رنگ میں ظاہر کرے جس سے صلح و محبت کی پاک و صاف ہوا اطراف عالم میں پھیل جائے اور قوموں کو پتہ لگ جائے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو جملہ انبیا صادقین اور راستبازان متقین کی پاک صداقتوں کا جامع مذہب ہے اور سب پاک صحیفے جو خدا کیطرف سے نازل ہوئے ہیں اور جناب ابراہیم ؑ سے لیکر جناب مسیح علیہ السلام تک مخلوق کو پہنچائے گئے ہیں اور جس کی تبلیغ کل انبیاء نے کی ہے وہ اپنی اصلی صورت اور سیرت میں قرآن کریم کے اندر محفوظ ہیں۔ یہ تبلیغ حق کا رنگ جو مسیح موعود اور مہدی معہود نے اختیار کیا ہے پاک جماعت انبیاء اور مرسلین کے رنگ میں ہے اور اس زمانہ میں اسواسطے ایک نرالا رنگ ہے اور اس میں شک نہیں کہ پہلے طریقوں اور تعلیموں کے دلدادہ لوگوں کو خواہ کسی قوم کسی مذہب اور کسی طبقہ میں ہوں ناگوار گذرتا ہے اور وہ صرف ایسی خیالی تعلیموں پر مرمٹے ہیں جن میں زندگی کی روح نہیں ہے اور اسی لئے وہ تعلیمیں انسانی اصلاح و فلاح کا اثر پیدا کرنے میں کمزور ہو گئی ہیں خدائی تعلق اور باطنی طہارت اور مذہب کی سچی فرمانبرداری سے قومیں دور جا پڑی ہیں۔ مذہب کی بیجا حمایت جو بلا دلیل و برہان ہو اور جس میں صداقت اور حقانیت کا کوئی نشان نہ ہو کچھ بھی اثر پیدا نہیں کر سکتی۔ مخلوق کی سچی خیر خواہی اور انسانوں کی واقعی مفید اور نتیجہ خیز اصلاح اسی تعلیم کے ذریعہ سے ہوگی جو مسیح موعود نے اختیار کی ہے اس پاک اور مفید تعلیم کی تفصیل سے اس حق پسند صلح جو انسان کی تالیفات اور تصنیفات جو اس کے آغاز دعویٰ سے اب تک ملک میں شائع ہو چکی ہیں بھری پڑی ہیں ہزارہا اشتہار اور سینکڑوں رسالے جو ملک میں پھیلائے گئے ہیں مسیح موعود کے پاک اغراض کو ظاہر کرتے ہیں انمیں ہر ایک پہلو پر مفصل بحث کیگئی ہے۔ حقوق اللہ کے متعلق بنی نوع انسان کے حقوق کے متعلق جس کو حقوق العباد بھی کہتے ہیں اور پھر اس کے ضمن میں گورنمنٹ انگلشیہ کے حقوق اور اس کے ساتھ وفادارانہ تعلق کی نسبت جس زور و شور سے کلام ہوا ہے وہ اپنی طاقت میں اپنی صداقت میں اپنے زور دلایل میں لاجواب ہے اور اپنی لاثانی جامعیت کو ظاہر کر رہا ہے۔ گو اندرونی اور بیرونی مخالفین نے اپنے دلوں کی بیماری کے سبب سے جو بغض و حسد یا بداعتقادیوں کے راسخ ہو جانے کی وجہ سے انمیں پیدا ہو گئی ہے اس کا خلاف کیا ہے اور کوشش کرتے ہیں کہ غلط الزاموں افترا پردازیوں غلط بیانیوں اور بیجا تہمتوں سے اسکی سچی اور مفید تعلیم کو جو رعایا اور گورنمنٹ دونوں کے حق میں مبارک ہے قوموں کے دلنشین ہونے سے روک دیں۔ مگر پھر بھی آسمانی تائیدات اور خدا کے زبردست نشانوں سے وہ تعلیم پھیل رہی ہے اور خدا کے راستباز بندے مشرق و مغرب سے اس کے پاس چلے آتے ہیں اور اس کی پاک صحبت سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔

اس خدا کے برگزیدہ نے ایک قوم خدا کی فرمانبردار اور گورنمنٹ کی وفادار تیار کی ہے جو احمدی قوم کے نام سے موسوم ہے اس قوم کے افراد مختلف طبقوں سے ہیں۔ سنی۔ شیعہ۔ مقلد۔ غیر مقلد کی تفریق اس جماعت احمدیہ میں باقی نہیں رہی ہر ایک شخص جو اس جماعت میں داخل ہوتا ہے وہ ان تنازعات کو قطعاً ترک کر دیتا ہے جو اسلام کے مختلف طبقوں میں موجب تفریق ہوتے ہیں فروعات کی بحثیں اور لایعنی مسایل پر گفتگو بند ہو جاتی ہے۔ باہمی محبت اور صلح تحقیق حق اور اصلاح حال کی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ مذہبی عناد اور فرقہ بندی سے نفرت کی جاتی ہے۔ پوری سلامتی اور صدق سے قرآن کریم کے احکام اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح سنن کی پیروی ہر ایک احمدی کی اصلی

نازل ہوتی ہے مقبول اور قابلیت بگڑ دی کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اللہ کے فرائض اور
بنی نوع انسان کے متعلقہ فرائض کی سمجھ پیدا کیجاتی ہے۔ دیگر اہل مذاہب کے ساتھ
صرف اس وجہ سے کوئی عداوت نہیں رکھی جاتی کہ وہ کیوں دیگر مذاہب کے پابند
ہیں اس خلاف ہاں صرف من حیث المذہب ہوتا ہے نہ من حیث الافراد مذہب کی
ایسی باتیں یا ایسا اعتقاد جو خدا کی شان اور اس کی پاک صفات کے برخلاف ہوتا ہے
اس کا خلاف کیا جاتا ہے۔ حجت ہائے قاطعہ اور براہین ساطعہ سے اس اعتقاد
کی شناعت کو ثابت کیا جاتا ہے اور کوشش کیجاتی ہے کہ ہر ایک مذہب ان بد اعتقادیوں
سے بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے جو خدا کی شان اور اس کی صفات کے منافی
ہیں تاکہ ان بداعتقادیوں کی وجہ سے مذاہب میں جو ہر قسم کی بدراہی اور فساد پیدا
ہو کر اس یگانہ صاحب قدرت خدا سے انحراف ہو گیا ہے اور اس کی سچی اطاعت
اور فرمانبرداری کو ترک کر کے لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے ہیں اور سلامتی کے
طریق کو چھوڑ بیٹھے ہیں یہ اس کامل القدرت زندہ خدا کا چہرہ دیکھ لیں اور اسکی
الفت کا پیالہ پی کر اس کے ساتھ سچی محبت اور وفا کا طریق اختیار کریں تا کہ دین
و دنیا میں ان کا بھلا ہو اور وہ ہر قسم کے دکھوں اور دردوں سے جو ان کے شامت
اعمال کے سبب سے ان کے عائد حال ہو رہی ہیں نجات پا دیں اس اجنبیت
کو دور کرنے کے لئے جو ہر ایک مذہب میں باوجود ایک خدا ہونے کے پیدا
ہو گئی ہے اور واحد خدا کی مخلوق غلط کاریوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے
علیحدہ ہو کر راستبازوں کی نسبت بدظنیاں پیدا کر کے خدا تعالیٰ کی رضامندی
کی راہوں سے ناآشنا ہو گئے اور وحدت کے اصول سے نفع حاصل کرنا بھول
گئے تھے اور اس غرض کے لئے کہ نفرت و کدورت باہمی دور ہو جائے امن و سلامتی
اور صلح و آشتی کی تعلیم کے قریب آ جائے۔ اس زمانہ کے امام مصلح۔ مجدد
یار بیقرار نے خدا کے حکم سے علی الاعلان اشتہار دیا ہے کہ میں مسلمانوں کیلئے
مہدی ہوں۔ عیسائیوں کے لئے آنیوالا مسیح ہوں اور آریوں اور
ہندوؤں کے لئے وہ نے کلنک یا کرشن اوتار ہوں جو اس زمانہ میں وعدہ دیئے
گئے ہیں۔ جن روایات یا اندراجات کتب الہامی کی بناء پر یہ عقیدہ کہ آئندہ
زمانہ میں ایک ایسا مصلح موعود خدا کی طرف سے آنیوالا ہے قائم ہوا ہے ان
روایات اور اندراجات پر اس مدعی نے معقولی اور منقولی رنگ میں اپنے
دعوے کو پیش کیا ہے اور ہر پہلو سے اس پر بحث کر کے نہایت واضح دلایل
پیش کئے ہیں وہ خدا کے فضل اور اس زمانہ کے ... آسمانی اور زمینی
نشانات سے کامیاب ہوا ہے اور ان سب باتوں کا اپنی تالیفات اور تصنیفات
میں اس نے مفصل ذکر کیا ہے۔ اس کا یہ دعویٰ یا پیغام کسی حسد عداوت
یا خود غرضی کی بناء پر نہیں ہے بلکہ محض خیر خواہی سے خدا تعالیٰ کے امر سے وہ
اسے قائم ہوا ہے۔ اس نے جملہ مذاہب کے پاک بانیوں اور ان کے راستبازوں
سے انکار نہیں کیا بلکہ ان کی عظمت اور بزرگی کو تسلیم کیا ہے اور ان کے اس
تعلق کو جو وہ اپنے اخلاص اور محبت سے خدائے یگانہ کے ساتھ رکھتے تھے نہایت صفائی
سے بیان کیا ہے اور اس کا اقرار کیا ہے۔

ہاں اس حق پرست خدا کے غیرت مند موعود نے انکی ایسی عظمت کو جو خلاف
شان خدا و صفات خدا اور ان پاک برگزیدوں کی تعلیم کے منافی ان کے ماننے
والوں نے ظاہر کی ہے تسلیم نہیں کیا اور اس بات پر اس خدا کے واسطے غیرتمند
نے تحقیق سے زور دیا ہے اور کوشش کی ہے کہ وہ اس غلطی کو دور کریں اور صرف
اسی قدر عظمت اور عزت کسی بانی مذہب کی تسلیم کریں جو خود خدا نے ان کو
دی ہے یا انکی سچی تعلیم سے پیدا ہوتی اور خدا کی صفات کے منافی نہیں ہے اس
تعلیم کے پھیلانے اور اس حق وصداقت کے ظاہر کرنے میں بیشک اس نے کسی
مذہب یا اہل مذہب کا لحاظ نہیں کیا اور کسی قسم مداہنت یا بیجا خوشامد کے طریق کو
پسند نہیں کیا اور نہ کسی کی ناراضگی یا بدگوئی کی پرواہ کی ہے۔ اس کی یہ تعلیم جو خدا
تعالیٰ کی عظمت اور شان کو قائم کرتی ہے اس کی ہر ایک تصنیف میں نہایت
صفائی سے موجود ہے اور اس کی اور پاک بے عیب تعلیم کو پیش کرنا ہر ایک احمدی
کے لئے فخر کا موجب ہے۔

اس نے اس طوفان سے بچنے کے لئے جو طبائع کی شورش اور فساد سے
خلاف منشاء الٰہی عالم میں پیدا ہوا ہے یا کسی طوفان ہلاکت کے آئندہ پیدا ہونے
کی خبر ہے ایک سفینہ تیار کیا ہے جس کا نام کشتی نوح رکھا گیا ہے۔ یہ ایک
رسالہ ہے جو ملک میں شایع ہوا ہے قوم احمدی کے لئے خصوصاً اور جملہ عالم کیلئے
عموماً بہت مفید اور مبارک سبق اسمیں درج ہیں اور امام کا حکم ہر ایک احمدی کو
یہ ہے کہ جو مرید اس کتاب کے سبقوں کو حفظ کرتا اور اس کی تعلیم پر عمل کرتا ہے
وہی اس کا مرید ہے اور وہی ہے جو خدا کے نزدیک اسکی کشتی پر سوار ہو یا سوار
ہونے کا امیدوار ہے وہ بیشک اس زمانہ کا نوح ہے مگر اس کی کشتی صرف اسی
شخص کو اس زمانہ کے طوفان سے بچا سکتی ہے جو اس کے حکموں پر چلتا اور اسکی
ہدایتوں کو عمل میں لاتا اور اسکی تعلیم کا صدق دل سے پابند ہوتا ہے۔ وہ جو اس کے
حکموں کی پیروی نہیں کرتا اور اسکی پاک باتوں کا شنوا نہیں ہوتا اور اسکی پاک تعلیم
کی پروا نہیں کرتا اور اسکی شرائط بیعت کا پابند نہیں ہوتا وہ اسکی کشتی سے دور ہے
اور وہ خدا کے فضل سے مہجور ہے وہ خدا جو کہ دلوں کو دیکھتا ہے نہ کہ ظاہر کو اور
وہ جو حال کو دیکھتا ہے نہ کہ قال کو ایسے مرید کی کچھ پرواہ نہیں کرے گا اور وہ باوجود
قریب ہونے کے دور رہے گا اس کا مرید ہونا کچھ کام نہیں آئے گا وہ ہلاکت
کے حوالہ کیا جائے گا۔ جہاں سوائے دانت پیسنے اور رونے کے اس کو
کچھ حاصل نہ ہوگا۔

اب میں یہاں ہر ایک اہل دل عقلمند باہوش و حواس انسان سے سوال
کرتا ہوں کہ کیا ایسا انسان جس کی یہ تعلیم ہے اس قابل ہے کہ رد کیا جائے اور
اسکی ایسی پاک تعلیم سے انکار کیا جائے۔ اور اسکی ہمدردانہ کارروائیوں کو نابود
کرنے کے لئے ناکامیاب کوشش کیجائے اور بدظنی کا مواد پیدا کر کے ان حقایق
حقہ کو جو وہ ظاہر کرتا ہے برے اور خلاف پیرایوں میں دکھلایا جاوے اور اس کو
ایک مفسد اور بدخواہ گورنمنٹ ثابت کرنے کی کمزور کوشش کیجائے اللہ اللہ اگر
یہ غریب صلح جو برگزیدہ انسان جو ہر رنگ میں گورنمنٹ انگلشیہ کا آسمانی مرضی سے خیر خواہ
وفادار ہے اور ہر وقت گورنمنٹ کی حمایت کے لئے تیار ایک کثیر جماعت کا امام
اور سردار ہے۔ مفسد اور بدخواہ گورنمنٹ ہے تو پھر مشرق سے مغرب تک کسی خیر خواہ
گورنمنٹ کا پیدا ہونا یا تلاش کرنا سخت مشکل اور محال ہے۔

اے دیکھتی آنکھو اور اے سننے والے کانوں ان صداقتوں اور سچی باتوں کا جو
نہایت وضاحت سے سچے اور صحیح اقرار سے روز روشن میں بلا خوف لومۃ لایم
کے ملک کے اندر ظاہر ہو رہی ہیں۔ انکار کرنا اور ان کو پوشیدہ کرنا تم کو کیوں پسند
آیا ہے۔ اے اسلام کے ماننے والی قوم جو پہلے ہی ۷۲ کی فرقہ بندی میں مبتلا ہے
کیوں اسلام کے اقبال و دولت کا زوال چاہتی ہے کیوں اس کو اچھے حال میں
دیکھنا پسند نہیں کرتی کیا یہ بات سچ ہے۔ کہ (حسد) نے جو حساب جمل سے
ترتیب ابجدی کے لحاظ سے ۷۲ کا عدد اپنے اندر رکھتا ہے ہفتاد و دو یعنی بہتر
فرقے تجھ میں پیدا کر دیئے ہیں۔ اب کہ دنیا کا آخری دن ہے اور فیصلہ کا وقت
قریب ہے اس حسد کو چھوڑ اور خدا کے پاک منشاء کو سمجھ اور اس آخری صلح و آشتی

جھنڈے کے نیچے آتا کہ خدا کا ہاتھ تیرا محافظ ہو۔ دیگر اہل مذاہب شاید عداوت اور بغض کی وجہ سے اسلام کی ترقی و اقبال کے خلاف کوشش کرنا اپنی بہتری کا موجب سمجھتے ہوں۔ مگر مسلمان یہ توقع ان کی ہاں میں ہاں ملانے اور انکی دست نگر رہتے ہیں کیسے ہو سکتا ہے دیکھو تو غیروں کی ہم زبان نہ ہو اپنے اور بیگانے میں تمیز پیدا کر اور خدا کا خوف کر خیر خواہ کو بدخواہ مت خیال کر بیگانوں کی مخالفت پر تو خوش نہ ہو بیگانے تو اس کو بیگانہ سمجھیں گے مگر تیرا تو وہ واقعی بیگانہ ہے پس تو بیگانہ کو یگانہ سمجھ باز آ باز آ خدا کا ہاتھ زبردست ہاتھ ہے یار غالب شو کہ تا غالب شوی۔

مسیح موعود کی پاک اور مفید تعلیم کی نسبت بدگمانی پیدا کرانا گویا آفتاب کو چھپانا ہے یہ تعلیم کیا بلحاظ نظام جسمانی کے اور کیا بلحاظ نظام روحانی کے امن کی تعلیم ہے۔ اس تعلیم کا لانے والا محبت و وفا صلح و اتقا صدق و اخلاص سے خمیر کیا گیا ہے وہ راستی کا عصا ہے مبارک ہے سلطنت انگلشیہ جسکی ظل حمایت میں خدا نے اس کو قائم کیا ہے یہ سلطنت اپنے عدل و انصاف اور مذہبی صداقتوں کو غیر متعصبی کی نگاہ سے دیکھنے میں لاثانی ہے اسی لئے مختلف المذاہب قوموں پر خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے اسے اقتدار عطا نہ بخشا ہے اور مسیح موعود جیسا دعاگو اور احمدی قوم جیسی تابعدار و وفادار۔ دیانتداری سے اپنے فرائض کو ادا کرنے والی قوم اس کو عطا کی ہے

ہاں قادیاں ہی وہ دارالاماں ہے جس سے امن و سلامتی اور صلح و آشتی کی تعلیمیں نافذ ہوتی ہیں۔ قادیاں کے اندر احمدی قوم کے امام اور سردار کے زیر سایہ زندگی بسر کرنیوالے بزرگ ہی اس قابل ہیں کہ دنیا میں عزت کی نظر سے دیکھے جائیں۔ ان بزرگوں کی شب دراز کی دینی خدمات جو وہ نہایت اخلاص اور دردمندی سے بجا لا رہے ہیں اس لائق ہیں کہ اسلام کی بہتری چاہنے والے اور مسلمانوں کی صلاح و فلاح کی فکر کرنیوالے ان کی پیروی کریں۔

اسی امن و امان کے مکان سے حق و صداقت کی حمایت [illegible] کے وہ انوار جن سے دنیا بے خبری کی تاریکی میں پڑی ہوئی ہے اور [illegible] کے متلاشیوں کو ضرورت ہے قادیاں کے مشرق سے نمودار ہو کر خدا کے [illegible] بے نفس بندوں کے ذریعے اکناف عالم میں یورپ اور امریکہ تک پھیل رہے ہیں۔ ان مہاجرین کے اقوال و افعال دین کی نورانیت کو ظاہر کر رہے ہیں اور ان کا حال و قال فنا فی اللہ کا رنگ دکھلا کر پورے جوش سے اسلام کی ترقی پر تلا ہوا نظر آتا ہے ان کی جسمانی ہمتیں اور دعائیں رات دن اس خدمت میں مصروف ہو رہے ہیں۔ اسی دارالاماں میں وہ درس گاہ بھی قائم ہے جو اسم باسمی تعلیم الاسلام ہے۔ گلستان اسلام کے نوخیز نونہال جو اس درس گاہ میں تعلیم پاتے ہیں انکی پرورش جس طریق سے اس چمن میں ہو رہی ہے اور آسمانی باغبان کی نگرانی میں جس طرح سے ان پودوں کی آبیاری کیجاتی ہے نورالدین جیسا نافع الناس عالم بے بدل جس کا علم قرآن اور جس کا روشن دماغ ہر ایک میدان میں بالاسے بالا۔ دلائل حقیت اسلام پیش کرتا ہے انجمن صدر احمدیہ قادیان کی صدارت پر ممتاز ہو کر اپنے بے نفس اصحاب کی مدد سے اس درس گاہ کی غور و پرداخت میں مشغول ہے۔ صبح سے لے کر شام تک ہر ایک طبقہ میں ہر طرح کے علوم کا فیضان بانٹ رہا ہے۔ درس قرآن۔ درس حدیث۔ درس فقہ۔ درس علم کلام۔ درس تصوف۔ درس علم طب غرضیکہ ہر ایک شاخ میں اسی محب قوم اور مخلص خادم مسیح موعود کا روشن دماغ کام کر رہا ہے۔ اور ہر مولوی سید

محمد احسن صاحب جو علم مناظرہ میں ید طولیٰ رکھتے ہیں مخالفین کی تحریرات اور تصنیفات کے قلع قمع کرنے میں سرتاپا مصروف ہیں۔ ریویو آف ریلیجنز کا دبدبہ اپنے ہی دہن میں لگا ہوا ہے وہ یورپ اور امریکہ میں ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ سے اسلام کی زبردست تحریک کر رہا ہے اور اس سلسلہ کا سردار اور امام حضرت مسیح موعود اپنی روحانی فوج کے ساتھ رات دن دعاؤں میں لگا ہوا ہے اور اپنے پاک انفاس سے ہر قسم کے باطل کو پاش پاش کر کے اسی روحانی فوج کی ترقی کے واسطے میدان خالی کرا رہا ہے جس سے امید بڑھ بڑھ کر یقین و ثوق سے کہ گلستان اسلام کی پر رونق بہار کے دن آنیوالے ہیں۔

دارالامان کے بزرگوں کی مساعی جمیلہ جسطرح اسلام کی پاک روشنی کو ظاہر کر رہی ہیں اسیطرح گورنمنٹ انگلشیہ کے لئے ملک میں امن و امان کی روح پھونکنے والی ہیں اس سلسلہ احمدی کے سردار کی تعلیم اور ان بزرگوں کی نصائح مبارک ہیں قوم کے حق میں۔ مبارک ہیں گورنمنٹ کے حق میں وہ دل جو اس سرزمین میں تیار کئے جاتے ہیں یا تیار کرنے کی کوشش کیجاتی ہے سچے ہمدرد دل ہیں اسلام کے اور سچے ہمدرد ہیں بنی نوع انسان کے اور سچے ہمدرد و وفادار دل ہیں گورنمنٹ انگلشیہ کے دارالامان کا ہر ایک اخبار یا رسالہ ہر ایک تحریر چھوٹی ہو یا بڑی اس وفاداری کا سبق اپنے اندر رکھتی ہے جو ان کا امام خدا کے حکم سے ان کو دیتا ہے۔ مبارک ہیں وہ احمدی جو اس وفاداری کے سبق کو یاد رکھتے ہیں اور مبارک ہیں وہ بزرگان قوم جو وفاداری کا سبق یاد کراتے ہیں اور مبارک ہے وہ مقام جس سے یہ وفاداری کی تعلیم ملک میں پھیلتی ہے اور مبارک ہے وہ امام جو اس وفاداری کی تعلیم دیتا ہے اور پھر مبارک ہے وہ گورنمنٹ جس کے عہد حکومت میں یہ وفاداری کی تعلیم محض صدق و راستی کی پیروی کر کے خدا یکتا کا جلال پھیلانے کے واسطے دیجاتی ہے تاکہ جیسی اسکی مرضی آسمان پر ہے زمین پر بھی قائم ہو اور آسمان و زمین کا صرف ایک ہی یگانہ خدا تسلیم کیا جائے اور اسی کی سچی فرمانبرداری کا جوا گردن پر رکھا جائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر کہ ہر قسم کی قدرت اور طاقت تیرے ہی ہاتھ اور حقیقی نجات تیرے ہی فضل پر موقوف ہے۔

آخر پر حضور مسیح موعود کا ایک چھوٹا سا خط درج کیا جاتا ہے جو آپ نے حضرت مولوی نورالدین صاحب کے نام تحریر فرمایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کس غربت اور مسکینی سے خدا کا حکم پہنچانے کیلئے بھیجے گئے ہیں۔ یہ مختصر خط بجائے خود احمدی قوم کیلئے ایک یاد رکھنے والا سبق ہے۔ جس سے زندگی بسر کرنیکا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک احمدی کو اپنے امام کے حکموں پر چلنے کی پوری توفیق بخشے اور ایسا ہو کہ وہ امام کے منشاء کے مطابق وفاداری کا طریق اختیار کریں اور غربت اور عجز سے زندگی بسر کرنیوالے ہوں

حضرت مسیح موعود کا پورا نا خط حضرت مولوی نورالدین صاحب کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ عاجز (مؤلف براہین احمدیہ) حضرت جل شانہ کیطرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی کی طرز پر کمال مسکینی اور فروتنی اور غربت اور تذلل اور تواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو راہ راست سے بے خبر ہیں صراط مستقیم (جس پر چلنے سے حقیقی نجات حاصل ہوتی ہے اور اسی عالم میں بہشتی زندگی کے آثار اور قبولیت اور محبوبیت کے انوار دکھائی دیتے ہیں) دکھاوے۔ ۱۸ مارچ ۱۸۸۵ء

حضرت مسیح موعود کا عاجز خادم خاکسار میر حامد شاہ۔ حال مقیم قادیاں۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۰۸ء

کلام المسیح

آج ۵ ستمبر صبح ۱۰ بجے حضرت روح اللہ کے دست مبارک پر دس بارہ آدمیوں نے دار البرکات کے صحن میں بیعت کی۔

حضور نے ایک لمبی تقریر فرمائی۔ جس کا خلاصہ عرض ہے۔ کیونکہ عاجز کو وہاں حاضری کا موقع مل گیا تھا۔ فلیبلغ الشاھد الغائب

حدیث میں آیا ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ اب جو تم لوگوں نے بیعت کی۔ تو اب خدا تعالیٰ سے نیا حساب شروع ہوا ہے پہلے گناہ صدق و اخلاص کے ساتھ بیعت کرنے پر بخشے جاتے ہیں۔ اب ہر ایک کا اختیار ہے کہ اپنے لئے بہشت بنا لے یا جہنم۔

انسان پر دو قسم کے حقوق ہیں۔ ایک تو اللہ کے دوسرے عباد کے پہلے میں تو اسی وقت نقصان ہوتا ہے جب دیدہ دانستہ کسی امر اللہ کی مخالفت قولی یا عملی کیجائے مگر دوسرے حقوق کی نسبت بہت کچھ بچ بچ کے رہنے کا مقام ہے۔ کئی چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں جنہیں انسان بعض اوقات سمجھتا ہی نہیں۔ ہماری جماعت کو تو ایسا نمونہ دکھانا چاہیئے۔ کہ دشمن پکار اٹھیں کہ گو یہ ہمارے مخالف ہیں مگر ہم سے اچھے۔ اپنی عملی حالت کو ایسا درست رکھو کہ دشمن بھی تمہاری نیکی خدا ترسی اور اتقا کے قایل ہو جائیں۔ یہ بھی یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی نظر جذر قلب تک پہنچتی ہے پس وہ زبانی باتوں سے خوش نہیں ہوتا۔ زبان سے کلمہ پڑھنا یا استغفار کرنا انسان کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ جب وہ دل و جان سے کلمہ یا استغفار نہ پڑھے بعض لوگ زبان سے استغفر اللہ کرتے جاتے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ اس سے کیا مراد ہے مطلب تو یہ ہے کہ پچھلے گناہوں کی معافی خلوص دل سے چاہی جائے اور آیندہ کے لئے گناہوں سے باز رہنے کا عہد باندھا جائے اور ساتھ ہی اس کے فضل و امداد کی درخواست کیجائے اگر اس حقیقت کے ساتھ استغفار نہیں ہے تو وہ استغفار کسی کام کا نہیں انسان کی خوبی اسی میں ہے کہ وہ عذاب آنے سے پہلے اس کے حضور میں جھک جائے اور اس کا امن مانگتا رہے عذاب آنے پر گڑگڑانا اور واویلا پکارنا تو سب قوموں میں یکساں ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ خدا کا عذاب چاروں طرف سے محاصرہ کئے ہوئے ہو ایک عیسائی ایک آریہ ایک چوہڑا بھی اس وقت پکار اٹھتا ہے کہ الہٰی ہمیں بچائیو۔ اگر مومن بھی ایسا کرے تو پھر اس میں اور غیروں میں فرق کیا ہوا مومن کی شان تو یہ ہے کہ وہ عذاب آنے سے قبل خدا تعالیٰ کے کلام پر ایمان لا کر خدا کے حضور گڑگڑائے۔ اس بات کو اس نکتہ کو خوب یاد رکھو۔ کہ مومن وہی ہے جو عذاب آنے سے پہلے کلام الہٰی پر یقین کر کے عذاب کو وارد سمجھے۔ اور اپنے بچاؤ کے لئے دعا کرے دیکھو ایک آدمی جو توبہ کرتا ہے دعا میں لگا رہتا ہے تو وہ صرف اپنے پر نہیں بلکہ اپنے بال بچوں پر اپنے قریبیوں پر رحم کرتا ہے کہ وہ سب ایک کے لئے بچائے جا سکتے ہیں ایسا ہی جو غفلت کرتا ہے تو نہ صرف اپنے لئے برا کرتا ہے بلکہ اپنے تمام کنبے کا بدخواہ ہے۔

یہ بڑا نازک وقت ہے خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ مشتعل ہے نہیں معلوم کہ آیندہ موسم طاعون میں کیا ہونیوالا ہے اس کا کلام مجھے اطلاع دیتا ہے۔ کہ آگے سے بڑھ کر مری پڑے گی پس مومنو! قوا انفسکم و اھلیکم نارا۔ دعا میں لگے رہو۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ما یعبؤ بکم ربی لولا دعائکم۔ ایک انسان جو دعا نہیں کرتا اس میں اور چارپائے میں کچھ فرق نہیں ایسے لوگوں کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے یاکلون کما تاکل الانعام والنار مثوی لھم۔ جیسے چارپائے زندگی بسر کرتے ہیں اور جہنم ان کا ٹھکانا ہے۔ پس تمہاری بیعت کا اقرار اگر زبان تک محدود رہا تو یہ بیعت کچھ فائدہ نہ پہنچائیگی۔ چاہیے کہ تمہارے اعمال تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں۔ میں ہرگز یہ بات نہیں مان سکتا کہ خدا کا عذاب اس شخص پر وارد ہو جس کا معاملہ خدا تعالیٰ سے صاف ہو۔ خدا اسے ذلیل نہیں کرتا جو اسکی راہ میں ذلت اور عاجزی اختیار کرے یہ سچی اور صحیح بات ہے۔ مرنا تو بیشک سب نے ہے مگر یہ موتیں جو آجکل ہو رہی ہیں یہ تو ذلت کی موتیں ہیں خدا اس سے محفوظ رکھے کہ ایک ابھی دفن نہیں ہوا تھا کہ دوسرا جنازہ تیار ہے پس راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو کوٹھڑی کے دروازے بند کر کے تنہائی میں دعا کرو۔ کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اپنا معاملہ صاف رکھو۔ کہ خدا کا فضل تمہارے شامل حال ہو جو کام کرو نفسانی غرض سے الگ ہو کر کرو۔ تا خدا کے حضور اجر پاؤ۔ حضرت علی کی نسبت روایت ہے کہ ایک کافر نے جس پر قابو پا چکے تھے ان کے منہ پر تھوکا تو آپ نے چھوڑ دیا۔ اس نے پوچھا یہ کیوں تو فرمایا اب میرے نفس کی بات درمیان میں آگئی اس نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نفسانی کاموں سے اسقدر الگ ہیں تو مسلمان ہوگیا ایسے ایسے عملی نمونوں سے وہ کام ہو سکتا ہے جو کئی تقریریں اور وعظ نہیں کرتے۔

اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

بازدوعویٰ کا مقدمہ اور مسلمان بی بی کا عیسائی بنجانا

جناب من۔ فیروزپور کا شہاب الدین ناطق والہ مقدمہ جسمیں انہوں نے اپنی بیوی پر باز دعوی کی نالش کی تھی جب منصف صاحب فیروزپور کی عدالت سے ڈگری ملگئی۔ تو اجراء [illegible] فضل الرحمن نے جو مدعی کے خسر ہیں کہا کہ مدعی کی بیوی عیسا[illegible] عیسائی ہو جانیسے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ لہذا مدعی کو باز و نہیں ملسکتا [illegible] مدعی نے صاحب سشن جج فیروزپور کی عدالت میں اپیل کیا۔ صاحب سشن جج نے نہایت دادرسی اور حق شناسی کے واقعات اور شہادتوں کی بناء پر نہایت منصفانہ فیصلہ دیا کہ لڑکی جس کے باز دعوی کی نالش ہے بدنیتی سے عیسائی ہے۔ یا بنائی گئی ہے۔ واقعات اسکی نیک نیتی کی شہادت نہیں دیتے اور شہادتیں ثابت کرتی ہیں کہ وہ اب بھی عملاً اسلام کی پابند ہے۔ لہذا چونکہ بدنیتی سے وہ عیسائی ہے۔ اس لئے نکاح فسخ نہیں ہوا۔ مدعی کو باز و ملنا چاہیئے۔ اگر مس مریم (یعنے مسماۃ جنت بی بی دختر مولوی فضل الرحمن و زوجہ شہاب الدین ناطق) اپنے خاوند کے گھر نہ جائے تو ۶ ماہ کے لئے سول جیل میں بھیجی جائے۔ اسپر لڑکی کے ہٹ دھرم باپ نے چیف کورٹ میں اپیل کیا ہے جو رکھ لینا ہو گیا ہے سمن جاری ہو نیوالے ہیں دیکھئے فاضل جج اس اہم مقدمہ میں کیا فیصلہ دیتے ہیں گو صاحب سشن جج کا فیصلہ قابل اعتراض نہیں مگر تاہم آنریبل جج کے فیصلہ کا ضرور انتظار ہے۔ علمائے دین کو اس موقع پر ضرور اس مسئلہ کے فیصلہ کیطرف کامل توجہ کرنی چاہیئے۔ (راقم ناظر)

محکمہ ڈاک میں مزید رعایات

وزیر ہند نے اس محکمہ میں ذیل کی مزید رعایات منظور کی ہیں جنکے متعلق گورنمنٹ آف انڈیا کے کامرس ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے اعلان شائع ہوگیا ہے + رعایات۔ نصف آنہ میں جہانتک آگے (یعنے ½ تولہ) تولہ وزن کی چٹھی ہندوستان میں بذریعہ ڈاک جا سکتی تھی۔ اب اس کی بجائے ایک تولہ تک جاسکیگی۔ (۲) ایک آنہ میں جہانتک آگے صرف ½ تولہ وزنی چٹھی جا سکتی تھی اب دس تولہ تک جاسکیگی۔ اور ہر دس تولہ یا دس تولہ کی کسر کیلئے ایک آنہ چارج کیا جاویگا۔

انجمن احمدیہ مونگیر اور ہماری احمدیوں کو دعوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم - انجمن احمدیہ مونگیر (جو قریب چار برس سے قائم ہے - مگر بے توجہی ممبران کی وجہ سے عملی کارروائی بہت کم کر سکی ہے) اب کے چند ممبر اب بموجب ارشاد و تاکید حضرت اقدس یہ چاہتے ہیں کہ پوری مستعدی کے ساتھ اس انجمن کو مطابق قواعد شائع کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان مضبوطی کے ساتھ قائم کر کے صدر انجمن احمدیہ کی ایک شاخ قرار دیجائے تاکہ عملی کارروائی اب سے برابر پوری کامیابی کے ساتھ عمل میں آیا کرے -

مگر چونکہ صوبہ بہار میں ابھی تک احمدیوں کی جماعت بہت مختصر اور مختلف جگہوں میں ہے اس لئے یہ رائے قرار پائی ہے کہ تمام صوبہ بہار کے احمدیوں کو بتاریخ ۲۲ ستمبر بروز اتوار بمقام مونگیر جمع کیا جائے اور بمشورہ کُل احباب کے امور طے پائیں - چنانچہ جن حضرات کے نام ممبران انجمن کو معلوم تھے اُن کے نام سے خطوط دعوت بھی روانہ کئے گئے ہیں اور اب اس اخبار گوہربار کے ذریعہ سے بھی اضلاع مونگیر بھاگلپور، پورنیہ، پٹنہ، مظفرپور، دربھنگہ، چھپرا، شاہ آباد، ہزاری باغ وغیرہ غرضیکہ تمام صوبہ بہار کے احمدیوں کو اطلاع دیجاتی ہے کہ بتاریخ ۲۲ ستمبر بروز اتوار انجمن احمدیہ مونگیر کو باضابطہ بنانے کے لئے کمیٹی ہوگی اُس میں آپ کل صاحبان کی شرکت بہت ضروری ہے اور امید کی جاتی ہے کہ آپ صاحبان اس کام کو دینی کام سمجھکر اور اپنے اقرار "دین کو دُنیا پر مقدم رکھونگا" کا خیال فرما کر ۲۱ ستمبر ہی کو بمقام مونگیر محلہ دلاورپور غریب خانہ پر اس عاجز کے کہ جہاں احباب کے قیام اور کمیٹی کا بندوبست کیا گیا ہے تشریف لائینگے - اور اپنے آنے کی اطلاع کم سے کم چار روز قبل بھی ضرور خاکسار کو مطلع فرمائینگے - اگر آپ لوگوں نے اس پہلی ہی سیڑھی پر بے توجہی سے کام لیا تو صوبہ بہار کی اس پہلی احمدیہ انجمن کا قیام بھی محال معلوم ہوتا ہے چہ جائیکہ اور مقاموں میں بھی انجمنوں کے قائم کرنے کی تجویز پیش کی جائے - مگر خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ آپ لوگوں کے دل میں جوش پیدا کریگا اور آپ لوگ اپنا اپنا دُنیاوی نقصان گوارا کرکے بھی ضرور تشریف لائینگے - اور پھر ایک جہتی کے ساتھ ایسا کام کرینگے کہ صرف اس ایک انجمن کا قیام کیا صوبہ بہار کے کم سے کم ہر شہر میں بہت جلد جلد احمدیہ انجمنیں قائم ہو جائینگی - اخیر میں ایک عرض یہ ہے کہ جن احباب کو یہ اخبار ملے وہ صرف اپنی ہی ذات تک اس خبر کو محدود نہ رکھیں بلکہ جن جن احباب سے وہ واقف ہوں اُن تک بکوشش تمام اس خبر کو خود سے جاکر یا بذریعہ خط پہنچائیں اور مجبور کرکے اُنکو اپنے ساتھ لائیں - خدا اسکا اجر دیگا - فقط

(آپکا مخلص بھائی حکیم محمد خلیل پریسیڈنٹ انجمن احمدیہ مونگیر)

استفسار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم - بخدمت جناب حضرت اقدس خلیفۃ اللہ ورسول اللہ مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - اما بعد عرض چنان است کہ در معنے این آیۃ شریف کہ در سورۂ واقعہ است والسابقون السابقون ۝ اولٰئک المقربون ۝ فی جنّٰت النعیم ۝ ثلّۃ من الاولین ۝ وقلیل من الاٰخرین ۝ کہ مردم میگویند کہ مقربین گروہ ہستند از اولین کہ صحابہ محمد رسول اللہ ہستند و مقربین اندک ہستند از آخرین کہ صحابہ مسیح موعود ہستند - این معنے نزد ما یان درست نیست بلکہ صحیح این است کہ مقربین در اولین صحابہ بسیار ہستند و در آخرین صحابہ اندک ہستند - وایضًا در اتباع مسیح موعود در آن کسان کہ در مدت اول در بیعت داخل ہستند - در آن مقربین بسیار ہستند و آن کسان کہ در بیعت آخرین باشند در آن مقربین کم ہستند - ہر چہ معنے دیگر مردم است درست نیست ازین سبب کہ آن از سورۂ فاتحہ مخالف ہست زیرا کہ این ہم یک نعمت عظیم است کہ در اتباع مسیح موعود مقربین بسیار باشند ہمان مقدار کہ در صحابۂ محمد رسول اللہ بسیار بودند پس این نعمت بہ مسیح موعود چرا دادہ نشدہ است؟ دیگر اینکہ از حدیث شریف نیز مخالف ہست کہ پیغمبر ما صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ است کہ مثال امت من مثل باران ہست معلوم نمی شود کہ اولش خیر است یا آخر آن - و از این آیۃ شریف نیز مخالف ہست - والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان الخ سورہ التوبہ پ ۱۱ - و ازین آیۃ شریف نیز مخالف است سورۂ جمعہ پ ۲۸ وآخرین منہم الخ الغرض درین امر فیصلہ میخواہیم دیگر اینکہ دعای جامع میخواہیم کہ در حق مایان عاجزان مرحمت فرمودہ شود - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - العارض عبد الستار افغان از قادیان - و غلام محمد افغان از قادیان -

جواب از طرف حضرت مسیح الزمان و مہدی دوران سلمہ الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہٗ ونصلی - این عاجز از شدت بیماری اسہال وتپ ہیچ است ازین باعث درین امر زیادہ نتوانم نوشت حق الامر این است کہ در آیت ثلّۃ من الاولین وقلیل من الاٰخرین بیان آن واقعہ ہست کہ در آن زمانہ بظہور آمدہ و مراد این است کہ آنانکہ در اول حالت اسلام باوجود قلت جماعت وصدہا مصائب وشدائد داخل اسلام شدند و ازہمہ نوع مصیبت ہا دیدند وصدق ووفاء خود ظاہر نمودند و جان ہائے خود درین راہ دادند بارے دادن طیار شدند آن گروہ مقربین ہست لیکن این صورت اخلاص آنانرا کم میسر آمدہ کہ در حالت فتح ونصرت اسلام و خاتمہ مصائب داخل اسلام شدند پس ازینان مقربان کم ہستند وہمین قاعدہ زمانہ مسیح عائد می شود - واللہ اعلم بالصواب

نوٹ ونکات فرمودہ حضرت حکیم الامۃ

۱- خدا کی رحمانیت اور فضل میں یہ فرق ہے کہ رحمانیت کیلئے کسی جاذب کی ضرورت نہیں مگر فضل کے لئے کسی جاذب کی ضرورت ہے -

۲- فضل کا جاذب ایمان ہے اور ایمان اور اعمال صالحہ لازم ملزوم ہیں -

۳- نجات فضل سے ہے اور فضل کو ایمان کھینچتا ہے - جیسے جیسے ایمان مضبوط ہوتا جائیگا ویسے ویسے اعمال صالحہ بھی ترقی کرتے جائینگے -

۴- اعلیٰ درجہ کے انسانوں سے تعلق پکڑنے سے واہیات خیالات دور ہو جاتے ہیں -

۵- پیارے خدا کو ڈھونڈ کر بھی اسکے پاس چلا جا کیونکہ وہ خدا کے پاس ہی رہتا ہے -

۶- بہت بکواس آدمی کے قلب کو مردہ کر دیتا ہے -

۷- کیمیا گروں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں سمجھی اگر وہ قانون قدرت پر غور کرتے کہ اللہ تعالیٰ

فیصلہ قرآنی پر نظر

یکم اگست ۱۹۰۷ء کے روزانہ پیسہ اخبار میں ایک مضمون منجانب ڈاکٹر حاجی نور حسین صاحب ایم اے انچارج سول ہسپتال وانو (وزیرستان) بعنوان "فیصلہ قرآنی تکذیب قادیانی" دیکھنے میں آیا اُس کو دیکھکر مضمون نگار صاحب کی عقل و فکر پر بکمال افسوس ہوا کیونکہ ان صاحب نے "فیصلہ قرآنی" عنوان رکھنے کے باوجود قرآنی دلائل سے گریز کیا ہے۔ چونکہ مضمون لمبا ہے اس لئے اسیر بطور قولہ و اقول کے کلام کرنا ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا اور عجب نہیں کہ کوئی سعید روح اس سے فائدہ حاصل کرلے بنابریں اسی طرز (قولہ و اقول) پر فیصلہ قرآنی پر نظر کی جاتی ہے اور پیسہ اخبار روزانہ کے ایڈیٹر صاحب سے التماس ہے کہ براہ عنایت اس کو اپنے اخبار میں بھی جگہ دیکر مشکور فرماویں جیسے کہ اُنھوں نے ڈاکٹر صاحب کا مضمون درج کردیا ہے اس لئے جواب کا درج ہونا بھی پیسہ اخبار میں ضروری ہے۔ اگر پیسہ اخبار نے اس مضمون کو درج نہ کیا تو اس سے صاف ظاہر ہوگا کہ پیسہ اخبار میں انصاف کا مادہ بالکل مفقود ہے۔

قولہ۔ آجکل کے شور و شغب کے زمانے میں اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عجیب مصائب و حوادث سماوی نازل ہورہے ہیں۔ یہ سب کچھ انحراف احکام الٰہی کا نتیجہ ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کے برخلاف چلنے کا ثمرہ۔ علماء دین جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے دین نبوی صلعم میں ہر طرح کی بدعات سیئہ جاری کررہے ہیں۔

اقول۔ جب آپ نے اس بات کو تسلیم کرلیا ہے کہ اس زمانے میں اُمت محمدیہ صلعم کا ایسا خراب حال ہورہا ہے کہ وہ ہر ایک طرح کے حوادث و مصائب سماوی میں مبتلا ہورہی ہے تو گویا خود اس ضرورت کو آپنے تسلیم کرلیا ہے کہ جسکا دعوے حضرت میرزا صاحب نے کیا ہے کیونکہ میرزا صاحب کا بھی یہی دعوے ہے کہ مَیں حکم عدل ہوکر اور مسیح موعود و مہدی معہود ہوکر ان تمام خرابیوں کو دور کرنے کے لئے آیا ہوں کہ جنکا ڈاکٹر نور حسین صاحب نے ذکر کیا ہے۔ کیونکہ میرزا صاحب کا کام اُن تمام بدعات سیئہ کو مٹانا اور عجیب مصائب و حوادث سماوی سے بچنے کی تدبیریں بتلانا ہے جس سے کہ وہ اُن میں گرفتار ہونے سے بچ جاویں اور ایسا ہی اس ایک بڑے سے بڑے اور شرک بنانے والے بدعت کو دور کرنا بھی ملحوظ خاطر ہے کہ جس میں مُبتلا ہوکر کثیر التعداد مسلمانوں نے حضرت عیسٰے کو آسمان پر چڑھا کر آنحضرت صلعم کی توہین روا رکھی ہے۔ جس سے ایک نصرانی کو یہ کہنے کا حوصلہ دلایا ہے کہ گویا آنحضرت صلعم کی اللہ تعالےٰ کو ہرگز ہرگز خاطر منظور نہ تھی کیونکہ آنحضرت صلعم سے باوجودیکہ کفار نے او ترقی فی السماء کہکر آسمان پر چڑھنے کا معجزہ مانگا مگر پھر بھی اُن کو آسمان پر نہ چڑھایا گیا اور ھل کنت الا بشرا رسولا کہکر ٹالدیا گیا یعنے بشریت کو آسمان پر چڑھنے سے مانع ٹھیرایا مگر حضرت عیسیٰ کو باوجود بشر ہونے کے بھی آسمان پر چڑھا لیا جس سے یہ استدلال کرنا کسی طرح بھی بیجا نہ ہوگا کہ یا تو حضرت عیسیٰ بشر نہیں ہیں اور یا وہ قول کہ ھل کنت الا بشرا رسولا صرف آنحضرت صلعم کو ٹالنے کے لئے تھا جس سے اُس کے سچے قول ہونے کی تردید ہوتی ہے کیونکہ اگر آنحضرت صلعم بشریت کی وجہ سے آسمان پر چڑھ نہیں سکتے تھے تو حضرت عیسےٰ بھی اگر بشر ہیں تو نہیں چڑھ سکتے اگر چڑھے ہیں تو بشر ثابت نہ ہونے سے ہی قول بالا سچا ہوسکتا ہے جس سے عیسائیوں کی بن آتی ہے۔ ایسا ہی یہ بدعت بھی بڑی سے بڑی بدعت ہے جو یقین کیا جاتا ہے کہ گویا آنحضرت صلعم کو مخالفوں نے جب چاروں طرف سے گھیر کر مار ڈالنا چاہا تو اللہ تعالےٰ نے اُن کو ایک ایسی غار میں جانے کا امر کیا کہ جس میں سانپ تھے جس میں سے ایک نے حضرت ابوبکر کے پاؤں میں کاٹا بھی تھا۔ مگر جب حضرت عیسیٰ کے مخالفوں نے اُن کو گھیرا اور مار ڈالنا اور پکڑنا چاہا تو بقول ان عقل کے دشمنوں کے خدا تعالےٰ نے اُنکو آسمان پر اُٹھا لیا تا کہ کسی طرح کی اُن کو زمینی ایذا نہ پہنچ سکے مگر سوال یہ ہے کہ اگر حضرت عیسےٰ کو ایسے وقت میں اللہ تعالےٰ نے آسمان پر اُٹھایا تھا تو کیا اللہ تعالےٰ پر نعوذ باللہ ایسا یہودیوں کا خوف طاری ہوگیا تھا جو زمین پر بچانا محال لازم آگیا تھا؟ کیا وہ قوم جو ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ الخ کی مصداق ہے ایسے ہی شوکت بھی کہ اللہ تعالےٰ بھی نعوذ باللہ اُن کے حملے سے حضرت عیسےٰ کو محفوظ زمین پر نہیں رکھ سکتا تھا؟ اگر نعوذ باللہ ایسا ہی تھا تو یہ بتلانا فرض ہوگا کہ آنحضرت صلعم کو کس طرح بچا سکا کیونکہ عرب کی جنگجو قوم بھی کسی طرح کم نہ تھی جیسے کہ اُن کے کارناموں سے پایا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر پچاس پچاس برس کی لڑائی رہتی تھی اور ہزاروں کا خون خرابہ ہوجاتا تھا کیا ابوبکر اور تغلب کی لڑائی کا واقع اُنکو بھول گیا؟ جب ایسی سخت قوم سے آنحضرت صلعم کو بچا لیا اور بڑی آسانی سے بچا لیا تو پھر یہودیوں سے ایسا خوف کھانا نعوذ باللہ کیسے تسلیم کیا جاوے؟ اس کے علاوہ ایک نصرانی یہ بھی اس سے نتیجہ نکال سکتا ہے کہ گویا اللہ تعالےٰ کو نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کا ہرگز ہرگز پاس نہ تھا کیونکہ جب آنحضرت صلعم کے دشمنوں نے آپ کو گھیرا تو آپ کو ایسی غار میں جانے کا حکم ہوا کہ جس میں جان کا خطرہ تھا یعنے سانپ تھے مگر جب ویسا ہی واقع حضرت عیسےٰ کے ساتھ پیش آیا تو ان کو فوراً آسمان پر چڑھا لیا تا کہ ہر طرح کے زمینی صدمہ سے محفوظ رہ سکیں اس لئے معلوم ہوگا کہ حضرت عیسےٰ کی اللہ تعالےٰ کے نزدیک آنحضرت صلعم سے زیادہ عزت ہے۔ غرضکہ ایسی ایسی ہزاروں بدعات ہیں جو جاری کر رکھی ہیں مگر تعجب تو یہ ہے کہ ڈاکٹر نور حسین صاحب کو باوجودیکہ یہ امر مسلم ہے کہ علماء دین متین جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے انکا ایسا خراب حال ہوگیا ہے کہ وہ بدعات سیئہ جاری کررہے ہیں اور خواہ مخواہ آنحضرت صلعم کی توہین کرنے کے درپے ہورہے ہیں جس سے اللہ تعالےٰ کی بھی توہین لازم آتی ہے کہ گویا وہ یہودیوں سے نعوذ باللہ ایسا ڈرا کہ اُس کو آسمان کے سوا حضرت عیسےٰ کے بچانے کی کوئی جگہ ہی نظر نہ آئے۔ میرزا صاحب کے مبعوث ہونے پر بُرا مناتے ہیں حالانکہ جو ٹکڑے پارچے دین کے علماء نے کر دیئے ہیں اُن کے جوڑنے کی از حد ضرورت ہے۔ پھر نہ معلوم ڈاکٹر جی کو کیوں

میرزا صاحب کا مبعوث ہونا زہر ہلاہل کی طرح نظر آیا؟ جب کہ وہ خود دیکھتے ہیں کہ امت مرحومہ عجب مصائب و حوادث سماوی میں مبتلا ہے گیا قرآنی فیصلہ لکھتے وقت ظہر الفساد فی البر و البحر کا نقشہ نظر کے سامنے سے اوتر گیا تھا کہ کیونکر ایسے وقت میں مامور من اللہ کا آنا نہایت ضروری ہے؟ اگر اس بات سے آپ نے جان بوجھکر اغماض کیا ہے تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ قرآنی نہیں ہے بلکہ مکائد شیطانی ہیں کہ باوجود تسلیم ضرورت مامور کے مامور پر حملہ بازی کی جاتی ہے۔

قولہ - ان میں سے ایک تو میرزا صاحب ہیں جنھوں نے دعوے مسیح موعود کیا ہوا ہے گو کہ علماء کرام نے آپ کو ہزاروں چیلنج دیئے اور میدان میں مباہلہ و مباحثہ کے واسطے بلایا مگر آنجناب قادیان سے باہر نکلے

اقول - خود ہی غور کریں کہ جن علماء کی ایسی گندی حالت کو آپ تسلیم کرتے ہیں کہ جو آپ کے ہی الفاظ میں آپکے روبرو پیش کی جاتی ہے کہ "وہ علماء دین متین جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے دین نبوی صلعم میں ہر طرح کی بدعات سیئہ جاری کر رہے ہیں اور قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نئے فرقے بنا رہے ہیں"۔ کیا وہ اس لائق ہیں کہ آپ اُن کو "علماء کرام" کا خطاب دیں یا کوئی اُن سے کسی قسم کا بحث مباحثہ یا مباہلہ کرے؟ میرے خیال میں آپ عجیب قسم کے آدمی معلوم ہوتے ہیں کہ خود ہی اُنکو علماء کرام بنا کر اُن سے بحث مباحثہ و مباہلہ کرنے کا سبب دریافت کرتے ہیں کہ کیوں میدان میں نہیں نکلے؟ اجی! مرزا آدمی! کیا کہ رہے ہو کچھ ہوش کی دوا بھی کر فیصلہ قرآنی لکھا ہوتا؟ کیا یہ علماء جن کو آپ مخرب دین بدعات سیئہ کے جاری کرنے والے۔ اور قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے نئے فرقے بنانے والے تسلیم کرتے ہیں اس لائق ہیں کہ اُن سے کسی قسم کا مباحثہ کیا جاوے میرے خیال میں آپ جیسا اگر ایسا خیال کرے تو اُس کی کمال دانائی پر دال ہے۔

قولہ - حضرت اقدس خواجۂ عالم قطب زمان مجدد دوران آل عبا حضرت مخدومی سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے مقابلہ میں ہرگز نہ آئے۔

اقول - مجدد دوران کا لقب پیر جی نے کب سے اختیار کیا ہے؟ آیا یہ لقب پیر گولڑوی صاحب کو خدا کی طرف سے الہامی عطاء ہوا ہے یا پیراں نمی پرند و مریداں می پرانند کی مثل کو پورا کرنے کے لئے آپ نے پیر صاحب کی گردن پر یہ احسان کیا ہے کہ جس بات کی اُنکو کبھی جرأت نہ ہو سکی وہ بات اُن کے لئے تحریر کر ماری؟ کیا میرزا صاحب گولڑوی صاحب کے مقابلہ میں نہیں آئے یا گولڑوی صاحب تفسیر القرآن لکھنے سے بوجہ اپنی کم علمی کے انکار و فرار و حیلہ و بہانہ کر کے روپوش ہوئے اور اب اُن کے چیلے چانٹے گپ بازیوں سے دل خوش کر کے پیر جی کی جے کا راگ آلاپ رہے ہیں؟

قولہ - میرزا صاحب اپنے آپ کو بروزی نبی بتلاتے ہیں مگر اُس کی دلیل قرآن و حدیث نبوی سے ہرگز نہیں لاتے حضرت آدم علیہ السلام سے سرور عالم صلعم تک جتنے نبی و مرسل آچکے ہیں اُن میں سے کسی ایک بروزی کا نام لیجیے یہ دعوے ختم نبوت کے برخلاف ہے۔

اقول - میرزا صاحب نے اپنی کتب میں اپنے دعوے کے متعلق نہ ایک نہ دو بلکہ بے شمار دلائل پیش کئے ہیں جو کہ قرآن و حدیث و عقل نقل کے علاوہ نشانات سماوی و زمینی پر بھی مبنی ہیں مگر آپ نے یا تو میرزا صاحب کی کتابیں نہیں مطالع کی ہیں یا پیر جی کی مدح سرائی نے آپ کو حق کی تکذیب کرنے کے لئے بھڑکایا اور یا ایں ہمہ مخلوق کو دھوکہ دینے کی خاطر فیصلہ قرآنی کا عنوان لکھوایا۔ حالانکہ آپ کے مضمون میں اس کی کچھ بھی جھلک نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے سرور عالم صلعم تک جسقدر انبیاء گذرے ہیں اول تو اُن کا نام و حال اللہ تعالے نے ظاہر نہیں کیا بلکہ صرف یہی کہکر فیصلہ کر دیا کہ منھم من قصصنا ومنھم لم نقصص دوم آپ کو تمام انبیاء کے بروز ہونے پر لعنت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے جس حالت میں کہ آنحضرت صلعم کو تمام انبیاء کے کمالات کا جامع ہر ایک مومن مسلمان تسلیم کرتا ہے کیا آپ کو یاد نہیں کہ یہ آنحضرت صلعم کے لئے ہی کہا گیا ہے اور اعلے وجہ البصیرت کہا گیا ہے کہ؎ حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری - آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری ٭ پس جب آنحضرت صلعم کے اندر تمام انبیاء کے کمالات تسلیم کئے گئے ہیں تو خود آپ کو جملہ انبیاء کا بروز تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ بروز کے معنے ہی یہ ہیں کہ ایک کی صفات کا دوسری میں داخل ہونا پس جبکہ آنحضرت صلعم کو جامع جمیع کمالات انبیاء تسلیم کیا گیا تو گویا دوسرے لفظوں میں اس کے معنے یہ ہوئے کہ آپ صلعم تمام انبیاء کے بروز ہیں اور ہے بھی سچ کیونکہ آں حضرت صلعم کو افضل الرسل اور افضل الانبیاء تسلیم کیا گیا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ افضل کے لئے یہ ضرور ہوتا ہے کہ وہ اُن تمام کے جن سے کہ وہ افضل ہے کمالات سے فیضیاب ہو مگر یہ ضروری نہیں کہ اُن کمالات میں یا خرق عادت میں یا نشانات میں ذرا لف تا یا مطابقت کھاتا ہو۔ کیونکہ نکتہ شناس کے لئے اس کی کچھ ایسی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ ایک نمونہ اس کا ہم ذیل میں درج کرتے ہیں جو کہ طالب صادق پر یہ امر اچھی طرح ہویدا کر سکتا ہے کہ فی الواقع آں حضرت صلعم دیگر انبیاء کے بروز تھے۔ سورۃ یوسف کے سُنانے سے علاوہ دوسری منشاء کے یہ بھی ایک غرض تھی کہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام اپنے ماجائے بھائیوں سے دُکھ و ایذا پا کر اپنے ملک سے نکالے گئے تھے اسی طرح مکہ کی سرزمین سے آنحضرت صلعم جو بروز یوسف علیہ السلام ہیں نکالے جاویں گے اور کہ جس طرح جناب یوسف علیہ السلام ایک عرصہ بعید کے بعد اعلے مرتبہ ہو گئے تھے اور اُن بھائیوں نے اُن سے آخر کو معافی چاہی تھی جسپر یوسف علیہ السلام نے لا تثریب علیکم الیوم کہکر عفو کیا تھا ایسے ہی آنحضرت صلعم بھی مکہ سے نکالے جانے کے ایک عرصہ بعد کامیاب مظفر و منصور ہو کر مکہ میں واپس آوینگے اور یہ تمام برادران قوم جن کو برادران یوسف کہنا کسی طرح بھی بیجا نہیں اُن سے معافی کے خواستگار ہونگے اور آں حضرت صلعم معافی کے واسطے وہی الفاظ زبان پر لا کر معافی دینگے جو حضرت یوسف علیہ السلام نے بیان کر کے اپنے بھائیوں کو معافی دی تھی یعنے لا تثریب علیکم الیوم۔ چنانچہ فتح مکہ کے روز آنحضرت صلعم نے قریش کے معافی طلب کرنے پر لا تثریب علیکم الیوم کہکر معافی دی تھی جس سے